ماہنامہ
مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

مصباح

شمارہ:47 دسمبر ۲۰۱۲ء بمطابق صفر ۱۴۳۴ھ www.misbahmagazine.com

سیرت طیبہ کی جھلکیاں

اطباء کے لیے دعوتی ہدایات اور مشورے

امانتداری کا مفہوم اور اسکی اہمیت

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

جمعية النجاة الخيرية

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 1 12/16/12 5:08 PM

”ولا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون ان كنتم مؤمنين ☆ ان يمسسكم قرح فقد مس القوم قرح مثله‘ وتلک الأيام نداولها بين الناس‘ وليعلم الله الذين آمنوا ويتخذ منكم شهداء‘ و الله لا يحب الظالمين “ (سورة آل عمران: 140)

ترجمہ: تم پست ہمت نہ بنو اور غمگین نہ ہو اور تم ہی غالب رہو گے‘ اگر تم ایمان والے ہو☆ اگر تم زخمی ہوئے ہو‘ تو تمہارے مخالف لوگ بھی تو ایسے ہی زخمی ہو چکے ہیں‘ ہم ان ایام (دنوں) کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں‘ تا کہ اللہ ایمان والوں کو جان لیں اور تم میں سے بعض کو شہادت کا درجہ عطا فرمائے‘ اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا ہے“۔

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 2 12/16/12 5:08 PM

قبسات عطرة من السيرة النبوية

2

اداء الشكر على نعم الله وبعض مظاهره

4

بعض الطرق المهمة للاطباء في الدعوة إلى الله

7

طرق للدعوة في المجتمع المسلم

ستقرأ في هذا العدد

قبسات عاطرة من السيرة النبوية - قبس من القرآن الكريم (سارعوا إلى مغفرة من ربكم) - قبس من الحديث الشريف (أحب الناس إلى الله) - الطيرة من شهر صفر - بعض الطرق المهمة للأطباء للدعوة إلى الله - المواساة - من يروج المخدرات في العالم - اداء الشكر على نعم الله وبعض مظاهره - مفهوم الأمانة وأهميتها للمجتمع والفرد - كيف يقوم المسلم للدعوة والإرشاد للمجتمع المسلم - اجتناب الإمام أحمد بن حنبل (رحمه الله) من هدايا الحكام - القبور وأحكامها في الإسلام - نشيط - رسالة الوافد إلى أهله - أنشطة اللجنة - أخبار العالم الإسلامي

مصباح

ماہنامہ

شمارہ:47 دسمبر ۲۰۱۲ء بمطابق صفر ۱۴۳۴ھ

سرپرست اعلی

محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی

خالد عبداللہ السبع

ایڈیٹر

صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر

اعجاز الدین عمری

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

رابطہ کا پتہ

پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاة 13017 کویت

فاکس : 22400057

فون نمبر : 22444117 EXT. 104,160

ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in

ویب سائٹ: www.misbahmagazine.com

ہاٹ لائن رابطہ

97266691

ناشر

لجنة التعريف بالاسلام (IPC) کویت

مؤسسة زخرف للدعاية والإعلان
Zukhruf Advertising Agency
www.zukhruf.net

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 1 12/16/12 5:08 PM

سیرت طیبہ کی جھلکیاں

صفات عالم محمد زبیر تیمی (کویت)

سیرت طیبہ کا مطالعہ کیوں؟

وقت کا سب سے بہتر استعمال یہ ہے کہ ہم انسانی تاریخ کی سب سے عظیم ہستی اور اپنے حبیب کے بارے میں جانیں جو کل قیامت کے دن ہمارے سفارشی ہیں، جو ہمارے نزدیک ہمارے ماں باپ اور ہماری اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں، بلکہ ہمیں اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

وہ ہمارے آقا ہیں، اگر وہ نہ ہوتے تو آج ہم پتھروں کی پوجا کرتے ہوتے، ان کے بارے میں گفتگو دل لگی کے لیے نہیں بلکہ اطاعت اور اقتداء کرنے کے لیے ہے کہ ان کی اطاعت دراصل اللہ کی اطاعت ہے، ان کی اطاعت دخول جنت کا سبب ہے، اور ان کی نافرمانی جہنم میں داخلے کا موجب ہے۔

اُن کے بارے میں کیوں نہ جانیں کہ سارا دین انہیں تک پہنچتا ہے، قرآن اگر پیغام ہے تو ہمارے حبیب کی زندگی اُس کی عملی تطبیق ہے، قرآن اگر تھیوری ہے تو ہمارے حبیب کی زندگی ایک پریکٹیکل نمونہ ہے۔ تب ہی تو مائی عائشہ صدیقہؓ نے کہا تھا: کان خلقه القرآن (مسلم) ''آپ کا اخلاق سراسر قرآن تھا''۔ یعنی آپ قرآن کے چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ گویا قرآن کو سمجھنے کے لیے سیرت کو سمجھنا بیحد ضروری ہے۔

ان کے بارے میں کیوں نہ جانیں کہ ان کی ساری زندگی ہمارے لیے اسوہ اور نمونہ ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (سورة الأحزاب 21) ''تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ جی ہاں! ہر انسان اس دنیا میں اپنے لیے ایک آئیڈیل کا ضرورت مند ہوتا ہے اور ہمارے حبیب کی زندگی سے بہتر آئیڈیل نہ دنیا میں ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔ آپ دولت مند ہوں، یا غریب ہوں، بادشاہ ہوں یا رعایا ہوں، استاذ ہوں یا شاگرد ہوں، داعی ہوں یا تاجر ہوں، باپ ہوں یا شوہر ہوں، صاحب اولاد ہوں یا بے اولاد ہوں غرضیکہ آپ جو بھی ہوں آپ کے لیے نبی پاک ﷺ کی زندگی بہترین آئیڈیل اور نمونہ ہے۔

پھر جب ہم سیرت کا مطالعہ کر رہے ہوں تو اس کے ایک ایک نکتہ پر غور کریں اور اس سے سبق حاصل کرنے کی کوشش کریں کہ یہی ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

عالمگیر نبی اور ہمہ گیر دعوت

جس عظیم انسان کی سیرت طیبہ ہم بیان کریں گے وہ صرف مسلمانوں کے پیغمبر نہیں بلکہ ساری انسانیت کے لیے رہنما اور قائد ہیں، یہ الگ بات ہے کہ لوگ ان کو پہچان نہیں رہے ہیں، آپ خود غور کیجئے کہ اِس دنیا میں جتنے بھی مذاہب کے پیشوا گذرے ہیں اُن کی تعلیم اور اُن کی سیرت ہم تک قابل اعتماد اور مستند ذرائع سے نہیں پہنچی۔ پچھلے انبیاء کی سیرت کو ہی لے لیجئے، اس کی معلومات ہمیں بائبل سے مل سکتی تھی، لیکن تورات ہو، یا زبور ہو یا انجیل آج اپنی اصلی شکل میں باقی نہیں، ان کے علاوہ دوسرے مذاہب کی طرف جھانک کر دیکھیں تو اُن کی تعلیمات خود اپنی بنائی ہوئی ہیں اور اُن کے پاس بھی کوئی ایسا پیشوا نہیں ہے جس کی زندگی مستند شکل میں ہم تک پہنچی ہو اور جو سارے انسانوں کے لیے آئیڈیل بن سکتے ہوں۔ لیکن محمد ﷺ کی زندگی میں چار ایسی امتیازی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کی بنیاد پر ہم انہیں عالمی قائد ماننے پر مجبور ہوتے ہیں:

پہلی خصوصیت: انہوں نے ایک محفوظ کتاب چھوڑی، جس کے ایک حرف میں بھی الٹ پھیر نہ ہوسکا ہے، آج یہ کتاب اپنی اصلی زبان اور اصلی الفاظ میں ہو بہو محفوظ ہے۔

دوسری خصوصیت: آپ کی لائی ہوئی کتاب کی طرح آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ بھی محفوظ ہے، آپ کی پیدائش سے لے کر موت تک آپ کی ایک ایک بات، آپ کی ایک ایک حرکت مستند طریقے سے ہم تک پہنچی ہے۔ جن لوگوں نے آپ کی باتیں بیان کی ہیں اُن کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچتی ہے، جن کی زندگیاں آج اسماء الرجال کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ وہ بیان کرتے وقت کہتے ہیں کہ مجھ سے فلاں نے بیان کیا اور فلاں سے فلاں نے بیان کیا، اور فلاں سے فلاں نے بیان کیا کہ محمد ﷺ نے ایسا فرمایا ہے: اس طرح وہ باتیں ہم تک مستند اور قابل اعتماد طریقے سے پہنچتی ہیں۔ پھر جو آپ ﷺ کی احادیث بیان کرنے والے ہیں ان میں اگر یادداشت کی کمی پائی گئی یا عام معاملات میں معمولی اخلاقی کمزوری پائی گئی تو ایسے لوگوں کی روایتیں رد کردی گئیں۔

غرضیکہ محمد ﷺ کی باتیں اور آپ کی سیرت اس سرزمین پر جس قدر احتیاط اور صحت کے ساتھ ہمارے پاس پہنچی ہے کسی بھی انسان کی زندگی اس قدر صحت اور احتیاط کے ساتھ نہیں پہنچ سکی، چاہے وہ کوئی نبی ہو یا کوئی مصلح۔

تیسری خصوصیت: آپ کی زندگی کے ہر پہلو کی اتنی تفصیلات ملتی ہیں جو تاریخ کے کسی دوسرے شخص کی زندگی کے بارے میں نہیں ملتی۔ آپ کا خاندان کیسا تھا، آپ کی نبوت سے پہلے کی زندگی کیسی تھی، آپ کو نبوت کس طرح ملی، آپ پر وحی کیسے اُترتی تھی، آپ نے اسلام کی دعوت کس طرح پھیلائی، مخالفتوں کا سامنا کیسے کیا، اپنے ساتھیوں کی تربیت کیسے کی، آپ کیسے کھڑے ہوتے تھے، کیسے بیٹھتے تھے، کیسے چلتے تھے، کیسے ہنستے تھے، کیسے غسل کرتے تھے، کیسے وضو کرتے تھے، کیسے نماز پڑھتے تھے، کیسے کھاتے پیتے تھے، کیسے گفتگو کرتے تھے، آپ کی خانگی زندگی کیسی تھی، آپ کے معاملات کیسے تھے، آپ نے کس چیز کا حکم دیا، اور کس چیز سے منع کیا۔ آپ کا حلیہ کیسا تھا اور جسمانی ساخت کیسی تھی، یہ سب کچھ تفصیل کے ساتھ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔

چوتھی خصوصیت: محمد ﷺ کی تعلیم میں خود آفاقی نقوش جھلکتے ہیں ☆ آپ کی پہلی دعوت توحید کی دعوت تھی، آپ نے انسانوں کو اس اللہ کی عبادت اور بندگی کی طرف بلایا جو سارے انسانوں کا رب ہے، اگر محمد ﷺ نے اپنی بندگی کا حکم دیا ہوتا تو ہم کہہ سکتے تھے کہ محمد ﷺ عربوں کے پیغمبر ہیں۔ ☆ آپ نے رنگ ونسل اور زبان ووطن کے سارے امتیازات کو مٹا کر سارے انسانوں کو ایک ماں باپ کی اولاد قرار دیا اور ہر طرح کے چھوت چھات، اونچ نیچ اور بھید بھاؤ کو مٹایا۔ ☆ آپ نے ایسا آئیڈیل نظام حیات پیش کیا جو زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کرتا ہے اور اس میں حذف واضافہ کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ ☆ اس تعلیم کی بنیاد پر ہر دور میں پرامن اور خوشحال ملک ومعاشرے کی تشکیل عمل میں آسکتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ محمد ﷺ کی زندگی ہر انسان کے لیے آئیڈیل اور نمونہ ہے چاہے وہ کسی بھی خاندان، کسی بھی ملک اور کسی بھی سماج سے تعلق رکھتا ہو۔ (جاری)

مغرت الٰہی کے متلاشیوں!

”و سارعوا الی مغفرة من ربکم و جنة عرضها السموات و الارض‘ أعدت للمتقین۔ الذین ینفقون فی السراء والضراء و الکاظمین الغیظ و العافین عن الناس و الله یحب المحسنین“۔ (سورة آل عمران: 134)۔ ترجمہ: ”اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو‘ جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے‘ جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی خرچ کرتے ہیں‘ غصہ پینے والے‘ اور لوگوں سے درگذر کرنے والے ہیں‘ اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

اللہ رب العالمین کی مغفرت کے دروازے مفتوح ہے‘ انسان سے بشریت کے تقاضے لغزش ہو جائے‘ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہر ایک بنی آدم سے غلطی ہوتی ہے لیکن ان غلطی کرنے والوں میں سب سے اچھے انسان وہ ہیں جو اپنی غلطی پر اللہ سے توبہ واستغفار کرتے ہیں“۔ (صحیح الجامع للشیخ الألبانی: 4515) گویا کہ ان لغزشوں پر ندامت کے ساتھ جلد از جلد اللہ کے در پر توبہ واستغفار کرتے ہیں‘ تو ایسے لوگوں کے لیے اللہ نے ایک عظیم اور نایاب نعمت تیار کر رکھا ہے جس کا حصول اس دار فانی میں ممکن نہیں لیکن اسی دنیا میں اس عظیم اور نایاب نعمت کے حصول کی جدوجہد اور کدوکاوش قابل منفعت ہے اور وہ عظیم وغیر متصور نعمت جنت ہے۔ جسکی لمبائی اور چوڑائی کا احاطہ عقل انسان کے ادراک سے باہر ہے۔ جیسا کہ اللہ نے جنت کے لمبائی اور چوڑائی کو آسمانوں اور زمین کے عرض کے برابر بیان فرمایا اور اس جنت کا حصول ان لوگوں کے لیے سہل ہے جو اللہ پر ایمان کے ساتھ متقی و پرہیزگار ہیں‘ ہر حال میں اللہ کے راہ میں خرچ کرتے ہیں خواہ وہ تنگ دستی کے شکار ہوں یا خوشحالی وفراوانی سے محظوظ ہوں‘ اگر بشریت کے تقاضے کسی معاملہ میں غصہ بھڑک اٹھتا ہے تو اسے ضبط کرتے ہیں اور اس عمل پر اللہ سے ثواب کی امید وابستہ رکھتے ہیں اور کوئی ان کے ساتھ نازیبا سلوک کرتے ہیں تو ان کو اللہ کی خوشنودی کے پیش نظر اسے معاف کرتے ہیں۔ رسول ﷺ کا اسوہ ہمیشہ انکے ایمان کو مضبوط کرتا ہے جیسا کہ انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ۔۔۔ رسول ﷺ کے جسم اطہر پر نجرانی موٹی کناری والی چادر تھی‘ ایک دیہاتی آیا اور آپ ﷺ کے چادر کو قوت سے کھینچا تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے گردن مبارک پر چادر کے نشان پڑ گئے‘ پھر دیہاتی زباں درازی کرتے ہوئے کہنے لگا کہ مجھے اس مال میں سے دو جس پر اللہ نے تمہیں نگراں بنایا ہے‘ تو رسول ﷺ اسکی طرف توجہ فرمایا اور مسکرانے لگے‘ اور اسے عطیہ دینے کا حکم فرمایا“۔

رحمت عالم ﷺ نے دیہاتی کی بداخلاقی اور بدسلوکی کے باوجود خندہ پیشانی اور جود وسخا کی اعلیٰ مثال قائم کی اور غیظ وغضب کے موقعہ پر صبر اور عفو ودرگذر کا عمدہ نمونہ پیش کیا۔ جو مسلم معاشرہ کے لیے کامیابی کا ضامن ہے اور باہم الفت ومحبت پیدا ہونے کا مدخل ہے۔ آیت کے اخیر میں اللہ تعالیٰ نے اخلاق حمیدہ سے متصف ہونے والے اشخاص سے اپنی محبت کا اعلان کیا ہے اور لوگوں کو ابھارا کہ وہ بھی ان عمدہ صفات کے مالک ہو کر اللہ کے پاس محبوب ہو جائیں۔

اللہ کے پاس سب سے محبوب شخص

قال رسول ﷺ: ”احب الناس الی الله انفعهم‘ و احب الاعمال الی الله عز وجل سرور تدخله علی مسلم‘ أو یکشف عنه کربة‘ أو یقضی عنه دینا‘ أو تطرد عنه جوعا‘ و لأن أمشی مع أخی المسلم فی حاجة احب الی من أن أعتکف فی هذا المسجد شهرا‘ و من کف غضبه ستر الله عورته‘ و من کظم غیظه و لو شاء ان یمضیه امضاه‘ ملأ الله قلبه رضی الله یوم القیامة‘ و من مشی مع اخیه المسلم فی حاجته حتی یثبتها له‘ أثبت الله تعالی قدمه یوم تزول الاقدام وان سوء الخلق لیفسد العمل‘ کما یفسد الخل العسل“ (صحیح الجامع: ۱۷۶)

ترجمہ: ”اللہ کے پاس سب سے محبوب شخص وہ ہے جو لوگوں کے لیے سب سے زیادہ نفع بخش کردار کا مالک ہو‘ اور اللہ کے پاس سب سے محبوب عمل ایک مسلم کے دل میں خوشی پیوست کرنا ہے‘ یا اس سے کوئی پریشانی کا مداوا ہے‘ یا کسی سے قرض کے بوجھ کو ہٹانا ہے‘ یا اس کے خالی شکم کو بھرنا ہے‘ اور مسلم بھائی کی کسی ضرورت کو پوری کرنا میرے پاس اس مسجد میں ایک ماہ کے اعتکاف کرنے سے زیادہ محبوب ہے‘ اور جو شخص اپنے غیض وغضب پر کامل کنٹرول رکھتا ہے تو اللہ اسکی لغزشوں کی پردہ پوشی کرے گا‘ اور جو شخص اپنے غصہ کی تنفیذ کی قوت رکھنے کے باوجود اسے قابو میں رکھتا ہے تو اللہ قیامت کے دن اسکے دل کو خوشی سے بھر دیگا‘ اور جو اپنے مسلم بھائی کی کسی ضرورت کی تکمیل کرتا ہے تو اللہ اسکے قدم کو قیامت کے دن متزلزل ہونے سے ثابت رکھے گا‘ اور بداخلاقی عمل کو اسی طرح برباد کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو برباد کر دیتا ہے۔

حدیث کی شرح: رسول ﷺ نے مذکور بالا حدیث میں سب سے بہترین اور پسندیدہ لوگوں کی فہرست میں ان لوگوں کو بھی شمار کیا ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کو اپنے قول وفعل‘ حرکت وعمل سے نفع پہنچاتے ہیں اور یہ افضلیت ان لوگوں پر منحصر نہیں ہے بلکہ دوسری حدیثوں میں بھی منقول ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول ﷺ سے سوال کیا‘ اے اللہ کے رسول! اللہ کے پاس سب سے محبوب عمل کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کو اسکے پہلے وقت میں ادا کرنا‘۔۔ (صحیح البخاری)۔ اسی طرح عائشہؓ نے رسول ﷺ سے سوال کیا‘ اے اللہ کے رسول! اللہ کے پاس سب سے محبوب عمل کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کو مداومت سے کی جانے والا عمل بہت محبوب ہیں اگر چہ کہ وہ عمل قلیل ہوں‘۔۔ (صحیح مسلم)۔ اسکے علاوہ بھی حدیثوں میں اللہ کے پاس محبوب اعمال کا ذکر وارد ہوا ہے۔ جن سے سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ کے پاس بہت سے محبوب اعمال ہیں‘ ان میں سے یہ بھی کہ آدمی لوگوں کو اپنے قول وفعل‘ حرکت وعمل سے نفع پہنچائے۔ یہ حدیث اخلاق حمیدہ سے متصف ہونے کی رغبت دلاتی ہے‘ معمولی کار خیر کو کمتر وحقیر نہ سمجھا جائے بلکہ اسے اللہ سے ثواب کی امید کرتے ہوئے انجام دیا جائے۔ (باقی صفحہ 5 پر)

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 3 12/16/12 5:08 PM

ماہِ صفر اور بدشگونی

ڈاکٹر محمد اسحاق زاہد (کویت)

ماہِ صفر کو کئی لوگ منحوس مہینہ کہتے ہیں اور اِس میں کسی کام کی ابتداء کرنا درست نہیں سمجھتے کیونکہ ان کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ جو کام اِس مہینہ میں شروع کیا جائے گا اُس میں کوئی خیر و برکت نہیں ہوگی اور وہ آخر کار ناکام ہی ہوگا۔ یعنی وہ اِس مہینہ سے خائف ہوتے ہیں کہ اِس میں تو خسارہ اور نقصان ہی ہوگا جبکہ قرآن وحدیث کی رو سے یہ عقیدہ بالکل غلط ہے کہ کسی مہینہ کو منحوس تصور کرتے ہوئے اس میں کوئی کام شروع کرنے سے خوف کھایا جائے۔ مہینے سارے کے سارے اللہ تعالی کے ہیں اور ہر مہینہ میں نفع ونقصان اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: (لاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ وَلاَ هَامَةَ وَلاَ صَفَرَ) [البخاری:5717، مسلم:2220]

''کوئی بیماری خود بخود متعدی نہیں ہوتی۔ نہ بدشگونی لینا درست ہے اور نہ کسی پرندے کو منحوس سمجھنا درست ہے۔ اور نہ ہی ماہِ صفر سے بدشگونی لینا صحیح ہے۔''

لہذا مسلمانوں کو یہ جاہلانہ عقیدہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اِس کے برعکس محض اللہ تعالی پر ہی اعتماد اور بھروسہ ہونا چاہئے کہ ہر قسم کا نفع ونقصان اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور نفع ونقصان کا کسی مہینے سے کوئی تعلق نہیں۔

بد شگونی کیا ہوتی ہے؟

بدشگونی سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کوئی کام کرنے کا پختہ عزم کر چکا ہو، پھر کوئی چیز دیکھ کر یا کوئی بات سن کر وہ کام نہ کرے۔ جاہلیت کے زمانے میں کوئی شخص جب کسی کام کے لئے گھر سے روانہ ہونا چاہتا تو وہ ایک پرندے کو اڑا کر دیکھتا، اگر وہ دائیں طرف اڑتا تو روانہ ہوجاتا۔ اور اگر بائیں طرف اڑتا تو اس سے بد شگونی لیکر واپس آجاتا۔ شریعت نے اِس طرح کی بدشگونی سے منع کیا ہے، بلکہ بدشگونی لینے اور فال نکالنے کو شرک قرار دیا ہے۔ کیونکہ جو شخص اس طرح کرتا ہے وہ گویا اللہ پر توکل نہیں کرتا بلکہ وہ اس چیز پر توکل کرتا ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: (مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَنْ حَاجَتِهِ فَقَدْ أَشْرَكَ) [صحیح الجامع للألبانی:6264]

''جس شخص کو بدشگونی کسی کام سے روک دے تو اس نے یقیناً شرک کیا۔''

بعض لوگ کسی شخص سے بدشگونی لیتے ہیں۔ مثلا صبح سویرے اپنے کاروبار کیلئے کہیں جاتے ہوئے اگر کوئی مسکین یا مانگنے والا مل جائے تو کہتے ہیں یہ صبح سویرے ہی ٹکرا گیا، آج خیر نہیں ہے۔ یا گھر میں اگر کوئی نقصان ہو جائے تو کہتے ہیں یہ اِس منحوس عورت کی وجہ سے ہوا ہے یا اپنی اولاد میں سے کسی ایک سے بدشگونی لیتے ہوئے کہیں گے کہ اِس نقصان کا سبب یہ ہے! تو اِس طرح کسی شخص سے بدشگونی لینا درست نہیں ہے۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جہاں پہلی قوموں کا ذکر کیا ہے وہاں کئی اقوام کے بارے میں یہ بتایا ہے کہ وہ اپنے انبیاء سے بدشگونی لیتے تھے اور جب کوئی مصیبت نازل ہوتی تو وہ کہتے کہ یہ اسی نبی کی وجہ سے آئی ہے۔

مثلا حضرت موسی علیہ السلام کی قوم کے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَـٰذِهِ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِندَ اللَّهِ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الأعراف:131]

''پس جب انھیں کوئی اچھی چیز ملتی تو کہتے کہ ہم تو ہیں ہی اس کے حقدار۔ اور اگر ان کا کوئی نقصان ہو جاتا تو موسی اور ان کے ساتھیوں سے بدشگونی لیتے حالانکہ ان کی شومئ قسمت تو اللہ کی جانب سے ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر لوگ کچھ نہیں جانتے۔''

اسی طرح دیگر کئی اقوام کے بارے میں بھی اللہ تعالی نے ان کا یہی طرزِ عمل ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے نبیوں سے اور ان پر ایمان لانے والوں سے بدشگونی لیتے اور انہیں منحوس سمجھتے تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مومن کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ نقصان ہونے کی صورت میں کسی سے بدشگونی لے یا کسی کو منحوس تصور کرے۔ بلکہ ہونا یہ چاہئے کہ اسے نقصان ہونے سے پہلے بھی اس بات پر پختہ یقین ہو کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نقصان نہیں ہوسکتا۔ اور نقصان ہو جانے کے بعد بھی وہ یہی کہے کہ یہ اللہ کی طرف سے لکھا ہوا تھا اور یہ ہو کر رہنا تھا۔

بعض لوگ ستاروں کے ذریعے فال نکالتے اور شگون لیتے ہیں۔ مثلا کسی کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ تمھارا ستارہ فلاں ہے اور وہ آج کل گردش میں ہے، اِس لئے تم جو کاروبار اب شروع کروگے اس میں خسارہ ہوگا یا اگر تم اب شادی کروگے تو اس میں برکت نہیں ہوگی..... حالانکہ کسی کی قسمت یا اس کے مستقبل کے امور کا ستاروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: ''جاہلیت کے کاموں میں سے چار کام میری امت میں ایسے ہونگے جنہیں وہ چھوڑنے پر تیار نہیں ہونگے: حسب (قومیت) کی بنیاد پر فخر کرنا، کسی کے نسب میں طعنہ زنی کرنا، ستاروں کے ذریعے قسمت کے احوال معلوم کرنا (یا ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا) اور نوحہ کرنا۔''

[مسلم ـ الجنائز باب التشديد فی النياحة :934]

اِس حدیث شریف میں رسول اکرم ﷺ نے ستاروں کے ذریعے قسمت کے احوال معلوم کرنے کو جاہلیت کے امور میں شمار کیا۔ یعنی اِس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ لہذا مسلمانوں کو اِس سے بچنا چاہئے۔

اسی طرح حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اکرم ﷺ نے حدیبیہ میں رات کی بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی، پھر آپ نے فرمایا: (هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ؟) ''کیا تمھیں معلوم ہے کہ آج تمھارے رب نے کیا کہا ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے کہا ہے کہ آج میرے بندوں میں سے کسی نے حالت ایمان میں صبح کی ہے اور کسی نے حالت کفر میں پس جس نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 4 12/16/12 5:08 PM

اس کی رحمت سے بارش نازل ہوئی ہے تو وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا اور ستاروں کی تاثیر سے انکار کرنے والا ہے۔ اور جس نے یہ کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی ہے تو اس نے مجھ سے کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لے آیا۔'' [البخاری:846، مسلم:71]

اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص موسمی حالات میں ستاروں کی تاثیر کا قائل ہو وہ اللہ تعالی سے کفر کرنے والا ہے۔ اسی طرح وہ شخص ہے جو کسی کی قسمت پر ستاروں کی تاثیر کا قائل ہو۔

نجومیوں کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ ان لوگوں کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح وہ بھی جو ان لوگوں کے پاس جائے اور ان کے سامنے اپنی مشکلات بیان کرے تا کہ وہ ستاروں وغیرہ کے ذریعے ان کا حل ڈھونڈیں۔ ارشادِ رسول ﷺ ہے: (لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطِيِّرَ لَهُ، أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ، أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ) [السلسلة الصحيحة: 2195]

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو بدشگونی لے یا جس کیلئے بد شگونی لی جائے۔ یا جو (علم نجوم کے ذریعے) کہانت کرے یا جس کیلئے کہانت کی جائے۔ یا جو جادو کرے یا جس کیلئے جادو کا عمل کیا جائے۔''

اور اسی لیے اُن لوگوں کے پاس جانا اور ان سے قسمت کے احوال کے بارے میں سوال کرنا حرام بلکہ شرک اصغر ہے جو ستاروں کے ذریعے یا ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھ کر قسمت کے احوال کے بارے میں پیشین گوئیاں کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے پاس جانا اور ان سے اِس طرح کے سوالات کرنا اتنا سنگین جرم ہے کہ ایسا کرنے والے کی چالیس دن کی نمازیں اللہ تعالی کے ہاں قابل قبول نہیں ہوتیں۔ رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: (مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاَةُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً)'' جو شخص کسی کاہن یا نجومی کے پاس جائے اور اس سے کسی چیز کے متعلق سوال کرے تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔'' [مسلم 2230۔ صحیح الجامع للألبانی 5940]

اور ایسے لوگوں کے پاس جا کر ان سے سوال کرنے اور وہ جو کچھ کہیں اس کی تصدیق کرنے والا شخص ایسے ہے جیسے اس نے نبی کریم ﷺ پر اتری ہوئی شریعت سے انکار کر دیا نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: (مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ) [صحيح الجامع للألباني: 5939]

''جو شخص کسی کاہن (علمِ غیب کا دعویٰ کرنے والے کسی عامل) کے پاس جائے، پھر اس کی باتوں کی تصدیق کرے تو اس نے محمد ﷺ پر اتارے گئے دینِ الٰہی سے کفر کیا۔''

لہذا ایسے لوگوں کے پاس جا کر اپنے دین کا سودا ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ اور دین کے تحفظ کیلئے یہ ضروری ہے کہ ہم نہ ایسے لوگوں کے پاس جائیں اور نہ ان سے کوئی سوال کریں۔ بلکہ تمام معاملات میں اللہ تعالی پر مکمل بھروسہ رکھیں اور نفع ونقصان کا مالک ﷻ کیلئے اللہ تعالی کو تصور کریں۔ یہ اسلامی عقیدہ کا بڑا اہم مسئلہ ہے جس میں آج بہت سارے مسلمان بھٹک چکے ہیں۔ اللہ تعالی سب کو ہدایت دے اور ہمیں عقیدہ وعمل کی اصلاح کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆

درس حدیث کا باقی۔

جو لوگ مسلمانوں کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے کوشاں رہتے ہیں، ایسے لوگوں کی ضرورتوں کو اللہ دنیا و آخرت میں پائے تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مومن کی کسی پریشانی کو دور کرتا ہے تو اللہ قیامت کے دن اسکی پریشانی کو دور کریگا، اور جو شخص کسی تنگ دست کی معاونت کرتا ہے تو اللہ دنیا و آخرت میں اسکی معاونت کرے گا اور جو کسی مسلم کی ستر پوشی کرتا ہے تو اللہ دنیا و آخرت میں اسکی ستر پوشی کرے گا اور اللہ اس بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جو اپنے بھائی کی نصرت میں ہمہ تن مشغول ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم)

نیز رسول ﷺ نے کسی مسلم کی کسی ضرورت کی تکمیل، مسجد نبوی میں ایک مہینہ کے اعتکاف سے زیادہ محبوب عمل بیان فرمایا ہے جس سے ایک دوسرے کی معاونت کرنا، ایک دوسرے کی حاجتوں کو پوری کرنے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

دوسری اہم بات: مذکور بالا حدیث میں کسی مسلم کی دل میں مسرت داخل کرنے کی طرف رغبت دلائی گئی ہے، خواہ وہ خوشی اسکی مدد و نصرت کے توسط سے ہو، یا زبان سے میٹھی بول کے ذریعہ ہو، یا خندہ پیشانی سے ملنا، یا اس پر سے کسی شر کے ازالہ کے ذریعہ ہو۔ رسول ﷺ نے فرمایا ''دو شخصوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے، کسی آدمی کا سامان اسکی سواری پر حمل ونقل کرنے پر مساعدہ بھی صدقہ ہے، اور اچھی باتیں صدقہ ہے ..... (البخاری ومسلم)

تیسری اہم بات: اس حدیث میں یاددہانی کی گئی ہے کہ انسان اپنے غیظ وغضب اور غصہ کو قابو میں رکھے، غصہ کی حالت میں صبر سے کام لے، اور غصہ کی حالت میں کوئی ایسا فعل نہ کرلے کہ زندگی بھر اس کا پچھتاوا دامن گیر رہے۔ بلکہ جو لوگ اپنے غصہ کو پی جاتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے بہت سی خوشخبری منتظر ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے غصہ پر کنٹرول کیا حالاں کہ وہ اپنے غصہ کی تنفیذ پر قادر تھا تو اللہ اسے مخلوق کے سامنے طلب کرے گا اور حورعین میں سے جتنی چاہے، اسے اپنی زوجیت میں لینے کا اختیار دے گا'' (سنن الترمذی، ابی داؤد)

چوتھی بات: اس حدیث میں بداخلاقی کی قباحت وشناعت کو مثال کے توسط سے بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ برے اخلاق کے حامل انسان کی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں، اور عمدہ اخلاق انسان کو اعلی مقام ومرتبہ سے ہمکنار کر دیتا ہے۔ جیسا رسول ﷺ نے فرمایا: '' قیامت کے دن مومن بندے کے نامہ اعمال میں سب سے وزنی چیز حسن اخلاق ہی ہوگا اور اللہ کے پاس فحش گو اور بدزبان مبغوض ہیں''۔ (سنن الترمذی، السلسلۃ الصحیحۃ للشیخ الألبانی)

اچھے اخلاق کے ذریعہ انسان جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہو سکتا ہے تو بداخلاقی اور سوء خلقا سے جہنم میں ڈھکیل دیگی۔ جیسا کہ مسند احمد میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول! فلاں عورت بہت زیادہ نماز پڑھتی ہے، بہت زیادہ روزہ رکھتی ہے، اور بہت زیادہ صدقہ وخیرات کرتی ہے لیکن اپنی بدزبانی اور بداخلاقی سے پڑوسیوں کو بہت تکلیف پہنچاتی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جہنم میں داخل ہوگی، اس نے کہا، بیشک دوسری عورت فرض نمازوں، روزوں اور معمولی صدقہ وخیرات کرنے پر اکتفا کرتی ہے، لیکن وہ اپنے پڑوسیوں کو تکلیف وپریشان نہیں کرتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جنت میں داخل ہوگی''۔ گویا کہ بداخلاقی اور بدکلامی انسان کے اعمال کو برباد کر دیتی ہے اور جہنم میں ڈھکیل دیتی ہے۔

اللہ ہم سب کو جہنم سے محفوظ رکھے اور اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل کرے۔ آمین۔

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 5 12/16/12 5:08 PM

اطباء کے لیے دعوتی ہدایات اور مشورے

ترجمانی: مولانا علاء الدین مکی (کویت)

ڈاکٹر ہمارے معاشرے کا بہت ہی فعال اور سرگرم حصہ ہوتا ہے اور یہ پیشہ نہایت اہم پیشہ ہونے کے ساتھ بہت بڑی ذمہ داری کا کام بھی ہے، ہمارا تعلق اس گروہ سے نہیں ہے جو دو جداگانہ حیثیت سے زندگی گذارتے ہیں، جب نماز کا وقت آتا ہے تو انسان اللہ کا بندہ ہوتا ہے اور نماز کے بعد اپنی روزمرہ کی زندگی میں واپسی کے بعد خالص مادہ پرست بن جاتا ہے جس کے پاس زندگی گذارنے کے لیے کوئی الٰہی اصول وضابطہ نہیں ہوتے، بلکہ ایک مسلمان اپنی پوری زندگی میں اللہ کا ہی بندہ ہوتا ہے خواہ وہ گھر میں ہو یا مطب میں اور اس کا کھانا، پینا، سونا جاگنا اور چلنا پھرنا سب کچھ اللہ کے حکم کے مطابق ہونا چاہیے۔ عبادت کے دائرے میں پوری زندگی اور اسکے تمام شعبے آتے ہیں۔ ایک داعی ڈاکٹر کی حیثیت دوسرے داعی حضرات سے مختلف ہے کیونکہ ان کا سابقہ ایسے لوگوں سے پڑتا ہے جو یا تو بیماری کی وجہ سے بہت ہی کمزور حالت میں چل کر ان کے پاس آتے ہیں یا اپنی موت سے بہت ہی قریب ہو چکے ہوتے ہیں ایسے وقت میں ان کی طبیعت اور نفسیات دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ہر اچھی بات قبول کرنے کے لیے زیادہ آمادہ ہوتی ہے۔ یہاں وہ مثبت پہلو نمایاں ہوکر سامنے آتا ہے جو ڈاکٹر کی ایک امتیازی شان ہے اور دوسرے دعوت واصلاح کے کام کرنے والے حضرات کے اندر یہ بات موجود نہیں ہوتی ہے۔ چنانچہ تجربہ یہ کہتا ہے کہ نصاریٰ نے اپنے باطل مذہب کی نشر واشاعت کے لیے اس پیشے کا زبردست استعمال کیا ہے، وہ ایک بیمار شخص کو اس وقت تک دوا مہیا نہیں کرتے جب تک کہ وہ صلیب اپنے سینے سے نہ لٹکالے اور اسے کوئی خدمت اس وقت تک پیش نہیں کرتے جب تک وہ بیمار شخص یہ تسلیم نہ کرے کہ ان کا مذہب ہی حق ہے۔ اس لیے ہم ان کے مقابلے میں اس کے زیادہ مستحق تھے کہ اپنے عقیدے وایمان اور شریعت کی طرف لوگوں کو دعوت دیں۔

ڈاکٹر حضرات! آپ کو یہ پیشہ مبارک ہو، یہ عظیم کام جسے اللہ نے آپ کے لیے آسان کیا ہے اور جسے اختیار کرنے اور اس کی ذمے داریوں کو نبھانے کی توفیق دی ہے اور اس خوش نصیبی کے لیے آپ کے لیے آپ کے بھائیوں کے دل سے دعائیں نکلتی ہیں، کتنے ایسے بیمار ہیں جن کی بیماری کے بوجھ کو آپ نے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ سے ہلکا کیا ہے اور کتنے غم زدہ جن کے غم والم کو آپ نے دور کیا ہے، اور کتنی جانیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کے ذریعہ جام صحت نوش کیا اور کتنے ایسے افراد ہیں جو اولاد کی نعمت سے محروم تھے، مگر آپ کے ذریعہ اللہ نے انہیں ماں باپ بننے کا شوق پورا کیا ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار کارنامے اور قربانیاں جنہیں شمار نہیں کیا جاسکتا اور انہیں کے لیے لوگ آپ سے بے حد محبت کرتے ہیں.... دعائیں دیتے ہیں۔

اس لیے میں پھر آپ کو اس وسیع دعوتی میدان میں کام کرنے کے لیے مبارکباد دیتا ہوں اور یہ ہاسپٹل اور شفاخانے دعوتی سرگرمیوں کے لیئے انتہائی زرخیز جگہ ہے، بیمار چل کر آپ کے پاس آتا ہے اور اپنا پورا وجود آپ کے حوالے کردیتا ہے تاکہ آپ اس کے فائدہ اور بھلائی کی خاطر اس کا علاج کریں، آپ کے ایک ایک حکم کو بجالانے کے لیئے تیار رہتا ہے، آپ حکم دیں تو اس کی تعمیل کرتا ہے اور روک دیں تو اس سے رک جاتا ہے۔ تو ان جانوں کو جہنم اور اس کے عذاب سے بچانے، اور ان دلوں کو اپنے رب کی جانب متوجہ کرنے کے لیئے آپ کو حتی الامکان کوشش کرنا چاہیے، کیونکہ کمزوری کے وقت قلب کی کیفیت اللہ پر بھروسہ کرنے میں کمزور ثابت ہوتی ہے اور سارا بھروسہ اور اعتماد ظاہری اسباب پر ہونے لگتا ہے، کتنے گمراہ ہدایت پائے!۔۔ اور کتنے کافر حلقہ بگوش اسلام ہوئے، اور کتنے نافرمانوں نے توبہ کرکے اپنے گناہ اور نافرمانی سے کنارہ کشی اختیار کی!۔۔ یہ سب صرف آپ کی ایک بات اور ایک اشارے پر ہوسکتا ہے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً اگر اللہ تیرے ذریعے ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو وہ تیرے لیے سرخ اونٹوں (سب سے مرغوب دولت) سے بھی بہتر ہے''

میری آپ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ میں آپ کے اس عظیم پیشے میں شرکت کروں، میں اللہ سے دعا گو ہوں وہ آپ کے عظیم پیشے کے اجر سے آپ کو محروم نہ کرے، میں چاہتا ہوں کہ آپ کو ایسی باتیں بتاؤں جو دعوت الی اللہ میں تمہارے لیئے معاون ثابت ہو اور آپ کی نیکیوں میں اضافہ کا باعث بنے اور اللہ کے حکم سے آپ مریضوں کے علاج کے وقت یا براہ راست مریض کے ساتھ، یا مریض کے آرام کے روم میں، یا عموما ہاسپٹل میں ان باتوں کو استعمال میں لاسکیں:

۱۔ مریض کو دوائیوں کا نسخہ دیتے وقت ممکن ہے کہ آپ نسخہ کے ساتھ کتابچہ، کیسیٹ، یا کوئی پامفلیٹ کی شکل میں ایسا ہدیہ دیں جو مریض کے لیئے مفید ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ مریض کو ایسی کتاب ہدیہ کریں جو مریض کے لیئے شفا کی دعاؤں پر مشتمل ہو۔

۲۔ مریض کو قضا وقدر اور رضاء باری تعالیٰ کے مسئلے کی یاددہانی کرانا:

بیشک بیماری اور شفا دونوں بھی اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ آپ ام سائب یا ام مسیّب کے پاس آئے اور ارشاد فرمایا: ''اے ام سائب (یا ام مسیّب) تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تم کانپتے ہو۔ انہوں نے کہا: بخار ہے اللہ تعالیٰ اس کو نہ بڑھائے۔ (ان کے اس قول پر) آپ ﷺ نے کہا کہ بخار کو گالی نہ دو؛ اس لیے کہ وہ آدم کے اولاد کے گناہوں کو ویسا ہی ختم کردیتا ہے جیسا کہ آگ لوہے کے میل کچیل کو ختم کردیتی ہے'' (مسلم)

۳۔ چہرے کی بشاشت اور تازگی:

حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اور اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ ہے'' (ترمذی، ابن حبان، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے)

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 6 12/16/12 5:09 PM

جب ڈاکٹر مریض کے پاس آئے تو بہتر ہے کہ چہرے پر تازگی ہو، مسکراتا ہوا چہرہ ہو اور زبان میٹھی ہو اور مریض کو یہ جملہ کہے: ''لاباس طھور'' (کوئی بات نہیں جلد اچھے ہوجائیں گے) (بخاری)۔ آپ ﷺ نے جب بھی کسی مریض کی عیادت کی اس دعا کو پڑھا، کیونکہ مرض کا ایک حصہ نفسیات کے اثرات کے تابع ہوتا ہے، لہٰذا آپ اس کا علاج بھی کریں اور اس کے لیئے دعا بھی کریں اور ساتھ ہی اطمئنان بھی دلائیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی یاد دہانی کرائیں۔ اس طرح کے کلمات اور آسان حرکات مریض کے دلی خوف، بے چینی اور اضطراب کو دور کردیتے ہیں اور اسے راحت و آرام نصیب ہوتا ہے اور آپ اسے آپ کی ہر چیز قبول کرنے کا عادی بنا سکتے ہیں۔

۴۔ دوران علاج مریض کے ساتھ نرمی سے پیش آنا، اسے اپنی بیماری کا علم ہونے پر حکمت کے ساتھ علاج کرنا، مریضوں کی نفسیات کا خیال رکھنا، اگر مریض کی مایوسی اور اکتاہٹ کا خدشہ ہو تو اس سے اس طرح کے جملے نہ کہنا۔ آپ کو ایک خطرناک بیماری ہوگئی ہے اور آپ کی حالت بہت زیادہ نازک ہے۔' بلکہ اسے اچھی امید دلائے اور اس پر نیک توقع رکھے اور اس سے کہے: یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے، لہٰذا آپ اللہ کے ذکر کو کثرت سے کیجیے۔

۵۔ مقیم مریض سے متعلق ہاسپٹل میں فتاوی کی تقسیم، جس میں طہارت، نماز اور اس کے علاوہ مریض کے لیے ضروری مسائل ہو۔

۶۔ مریض کے وقت کو آخرت کے لیئے نفع مند بنانا:
لہٰذا اس سلسلے میں آپ ہر کمرہ میں ایک قرآن مجید کا نسخہ اور کتابچے اور دینی پرچے رکھیں، اور مریض کو فرصت کے اوقات میں ان کتابچوں اور پرچوں کے مطالعہ اور سنت و مستحبات کے ادائیگی کی یاددہانی کرائے، یہ عمل چاہے تو ہر ایک کے پاس جاکر کرے یا پھر کمروں میں اس کے لیے اسپیکر کا انتظام کرے، جو گائڈنگ روم سے متصل ہو، گائڈنگ روم کے بارے میں ہم آگے بتائیں گے۔

۷۔ مریض کو معروف کا حکم کرنا اور منکر سے روکنا:
اس سلسلے میں مریض سے نماز کے بارے میں دریافت کریں، پھر اسے وضو اور نماز کا طریقہ بتائیں، اور اگر مریض کو قبلہ رخ کرانے کی ضرورت ہو تو اسے قبلہ رخ کرائیں، نیز آپریشن کے دوران بے ہوشی کے سبب اس کی فوت شدہ نمازوں کی یاددہانی کرائیں، اسی طرح اگر بیماری کا سبب معصیت یا گناہ کبیرہ تھا تو اسے اس کے فعل کا حکم بھی بتادیں، اسے اس بیماری کے اثرات بھی یاد دلاتے رہے یہاں تک وہ نافرمانی سے باز آجائے اور اگر اس پر کوئی شرعی خلاف ورزیاں ہوں جس کا بیماری سے کوئی تعلق نہ ہو تو بھی اسے نصیحت کرے اور اس جانب اس کی توجہ مبذول کرائے۔

۸۔ بیماروں کے حال کی خبر گیری لینے پر اجر کی امید رکھنا کیونکہ یہ بھی مریض کی عیادت میں شامل ہے، کبھی کبھی کاموں کے بوجھ اور اس میدان میں مستقل محنت کے سبب ثواب کی امید کا خیال نہیں رکھا جاتا ہے۔ آپ ﷺ فرمایا: ''کوئی مسلمان کسی مسلمان کی صبح عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیئے دعا رحمت کرتے ہیں، اور جو کسی مسلمان کی شام میں عیادت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیئے دعا رحمت کرتے ہیں، اور جنت میں اس کے لیئے پھل ہونگے''۔ (احمد)

۹۔ کلینک کے دروازے پر، یا آرامگاہ اور ویٹنگ روم میں یا مریضوں کی رہائش گاہ میں دعوتی کارڈ وغیرہ رکھنا (آویزاں کرنا) اس میں مفید معلومات اور ایسے فتوی درج ہوں' جن کی ضرورت عام طور پر پڑتی ہے اور یہ ماہ کے حساب سے ہوں تاکہ ان کا فائدہ عام ہوسکے اور اسی طرح ایسی دعائیں اور کلمات تحریر کرکے لگائے جائیں جن سے یاد الٰہی کی رغبت پیدا ہو۔

۱۰۔ ہاسپٹل میں ایک دعوتی لائبریری رکھی جائے جس کا کام ہی یہ ہو کہ مریضوں کے دینی امور کی نگہبانی کرے اور ہر ایک کمرے کے اندر اس کتبخانے کے داخلی نمبر فراہم کیا جائے تاکہ بیمار حضرات اپنی ضرورت اور پریشانی کے مسائل کے متعلق فون کرکے دریافت کرسکیں۔

۱۱۔ شعبہ صحت میں غیر مسلم ملازمین کو دین اسلام کی دعوت دینا، یا تو آپسی اور نجی گفتگو کے ذریعے یا کتابوں کے ذریعے، کافر لوگ باہری ملکوں سے آکر ہمارے ساتھ ایک عرصہ تک کام کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ رہتے بھی ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ ہماری زبان سیکھ کر بولنے بھی لگتے ہیں اور بہت سے اسلامی الفاظ اور جملے استعمال کرتے ہیں، ان سب کے باوجود انہیں اسلام کی دعوت نہیں پہنچتی خواہ بات کے ذریعہ ہو یا کتابچے کے ذریعہ یا آڈیو کیسیٹ کے ذریعہ، اللہ ہی ہمارا مالک ہے، یہ ذمے داری ہماری ہیں ہو تو اور کس کی ہے؟ اور اس سب سے بڑھ کر یہ کہ ان غیر مسلموں کو اپنے کردار و عمل کے ذریعہ دین کی دعوت دی جائے، کیونکہ دعوت کا یہ وسیلہ قول اور زبانی دعوت سے زیادہ موثر ہے اور اس کے لیے ہمارے پاس اسوۂ نبوی ﷺ کا بہترین نمونہ موجود ہیں۔

محترم ڈاکٹر حضرات! اس میں کوئی شک نہیں کہ دعوت کا کام مشقت کا کام ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''جنت کو تکلیف اور مشقت سے ڈھانپ دیا گیا ہے اور جہنم کو شہوت اور خواہشات نفس سے ڈھانپ دیا گیا ہے''۔ (ابن حبان، مسلم)

مگر آپ کی خوشی بختی کے لیئے یہی کافی ہے جو آپ کے دل سے نکلتی ہوئی دعائیں سنتے ہیں اور آپ کو خوشی حاصل ہوتی ہے، ایسا آدمی بھی آپ کو دعائیں دیتا ہے جو اگر اللہ کے سامنے قسم کھالے تو اللہ اسے پورا کردے اور ایسا شخص بھی آپ کو دعائیں دیتا ہے جس نے پوری زندگی سجدے اور رکوع میں گذاری ہے، ایسے دوسرے بہت سے بدلے ہیں جو صرف اس شخص کو ہی نصیب ہوتے ہیں جسے توفیق کی دولت حاصل ہوئی ہو، آپ اپنے مسلسل جدوجہد، اخلاص اور ان کمزور بیمار حضرات کی نصیحت اور خیر خواہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے اہل ہوسکتے ہیں۔

نصیحت اور دعوت وارشاد کا کام کرنے والے آدمی کا شمار اس طبقے میں ہوتا ہے جس کے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''نیکی کا راستہ بتانے والا شخص اس پر عمل کرنے والے کی مانند ہے''۔ (ترمذی) اور جو شخص کسی تباہ و برباد ہونے والے شخص کو تباہ ہونے سے بچاتا ہے وہ اس آیت قرآنی کے مصداق ہے ''وَمَن اَحیَاھَا فَکَاَنَّمَا اَحیَا النَّاسَ جَمِیعا''

ترجمہ: اور جس نے کسی انسان کی جان بچائی اس نے گویا کہ ساری انسانیت کی جان بچائی۔ (مائدہ۔۳۲)

جس شخص نے کسی مصیبت زدہ آدمی کی پریشانی اور مصیبت کو دور کیا وہ اس فضیلت اور مقام کا مستحق ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''جس نے کسی مسلمان کی مصیبت دنیا میں دور کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے صلے میں قیامت کے دن کی پریشانیاں اس سے دور فرمادے گا۔ (بروایت احمد و ترمذی)

میرے ڈاکٹر بھائی و بہن۔۔ کیا ہی اچھا ہوگا اگر ہم اپنی بات کو اس حدیث رسول پر ختم کریں ''خیر الناس انفعھم'' لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جس سے لوگوں کو سب سے زیادہ نفع ہو۔ (شیخ البانی نے حسن کہا ہے)۔ تو کیا آپ لوگوں میں سب سے بہتر بننا چاہتے ہو؟ تو پھر آپ کے ذریعے لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچے، لوگوں کو جس چیز کی ضرورت ہے اس میں انہیں فائدہ پہنچایئے۔

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 7 12/16/12 5:09 PM

مواسات وغم گساری

سید عبدالسلام عمری

نبی رحمت ﷺ توحید اور اللہ کی بندگی کے بعد سب سے زیادہ جس بات پر زور دیتے تھے وہ یہی انسانی ہمدردی اور غم گساری ہے۔ اپنے غریب بھائیوں کی مدد اور اعانت کی خصوصی تاکید کیا تو دوسری طرف آپ ﷺ نے انکی مدد ونصرت کا عملی نمونہ کا بہت اہتمام فرمایا۔ دراصل دنیا میں جو چیز سب سے زیادہ دامن نفس کو کھینچتی ہے اور اپنا فریفتہ کرتی ہے، وہ مال ودولت کی محبت ہے۔ اسکی حرص پہلے اللہ سے بے توجہ کرتی ہے، پھر دولت وثروت کا نشہ دل ودماغ پر چڑھتا ہے اور کبر وغرور کی انگڑائیاں لینے لگتا ہے۔ یہی غرور وتکبر دین واخلاق کے لیے سم قاتل ہے۔ اس سے خود غرضی پیدا ہوتی ہے، ایثار کا جذبہ مفقود ہوتا ہے، اور انسان لوگوں کے حقوق کو بوجھ سمجھنے لگتا ہے، مواسات وغم گساری اس کا علاج ہے۔

ویسے مواسات وغم گساری کا دائرہ بہت وسیع ہے اور ہر شخص کے لیے اسکی حیثیت کے لحاظ سے ہے۔ تاجر ہو تو گاہک کا خیر خواہ ہو، اسے دھوکہ وفریب نہ دے، مناسب ومعقول قیمت لے، ڈاکٹر اور معالج ہو تو مریض کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے، علاج کرتے ہوئے خدمت خلق کے جذبات کو بھی دل کا رفیق بنائے رہے، غریب بیماروں کے ساتھ رحم کا معاملہ کرے اور تندخو بیماروں کو سہے، پڑوسی ہو تو اپنے پڑوسی کی حالت گیری کا جائزہ لے، رسول ﷺ نے فرمایا: لیس المومن الذی یشبع وجارہ جائع'' (صحیح الترغیب والترہیب: 2562)۔ ''وہ شخص جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اسکا پڑوسی فاقہ کی زندگی بسر کر رہا ہو تو وہ صحیح معنوں میں مومن نہیں''۔ نیز رسول ﷺ نے پڑوسیوں کو ہر طرح کی تکلیف وپریشانی سے محفوظ رکھنے کے متعلق فرمایا: ''واللہ لا یومن، واللہ لا یومن، واللہ لا یومن، قیل: من یا رسول اللہ؟ قال: الذی لا یأمن جارہ بوائقہ، قالوا: یا رسول اللہ؟ ما بوائقہ؟ قال: شرہ''۔ (صحیح الترغیب والترہیب: 2550)، اللہ کی قسم: وہ مومن نہیں، للہ کی قسم: وہ مومن نہیں، للہ کی قسم: وہ مومن نہیں، سوال کیا گیا کہ کون اے اللہ کے رسول؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے شر سے اسکا پڑوسی محفوظ نہیں۔''

یتیموں کی خبر گیری اور انکے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھنا، بیواؤں اور بے کسوں کی مدد کے لیے آگے بڑھنا، بوڑھوں کو سہارا دینا، اور مظلوم وستم رسیدہ لوگوں کے ساتھ ہم آہنگی کا اظہار، یہ سب مواسات میں داخل ہے۔ غرضکہ رسول رحمت ﷺ نے انسانوں کی خدمت کو اللہ کی عبادت کا سا درجہ دیا ہے۔ یقیناً اللہ کی محبت سے اللہ کی مخلوق کی محبت بڑھتی ہے اور انسان کو غریبوں کی جھونپڑیوں اور بے کسوں کی غربت کدوں میں اللہ کی رضا کو پانے کا یقین پیدا ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کی ضرورتوں کے مقابلہ میں اپنی ضرورتوں کو بھول جاتا ہے۔ اسے لگتا ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کی راہ میں کچھ کھونا، کچھ پانے سے زیادہ لذیذ ہے۔

مکہ سے جب ایک ایمان کا لٹا پٹا قافلے مدینہ پہنچا تو ان کے پاس کچھ نہ تھا، نہ گھر، نہ مال ومتاع، نہ سامان واسباب۔ اہل مدینہ بھی بہت مالدار وثروت والے نہ تھے، کچھ باغات اور کھیتی باڑی اور زیادہ تر لوگ مزدوری کر کے اپنے اہل وعیال کی ذمہ داری پورا کرتے تھے، آپ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات اور حسن تربیت نے ان کے دل کو کشادہ اور فراخ دل بنا دیا تھا، مواسات اور غم گساری اور ایثار وقربانی کے جذبات سے سرشار تھے، مدینہ کے حوصلہ مندوں نے اپنی پوری جاں فشانی نبی ﷺ کے قدموں اور مہاجرین کی خدمت میں نثار کر دیا اور انصار کے لقب سے موسوم ہوئے۔ اور نصرت واعانت کا ایسا نقشہ پیش کیا کہ تاریخ انسانیت کے کسی دور اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہ مل سکی۔ اس کڑی کی دو مثال پیش خدمت ہے کہ ایک اہل خانہ نے اپنے پورے گھر والے کو بھوکہ رکھ کر مہمان رسول ﷺ کی ضیافت کی۔ دوسرے کہ پیاس کی شدت کے باوجود اپنے دوسرے مسلم بھائی کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں، دوسرا شخص اپنی پیاس کی اشد ضرورت کے باوجود تیسرے شخص کی طرف احالہ کرتے ہیں اور تینوں بنا پیاس کی تشنگی بجھائے اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں جو ایثار وقربانی کی نادر مثال ہے۔

مواسات وغم گساری اس وقت بڑی صبر آزما ہو جاتی ہے جب اسکا رشتہ بندوں کے حقوق سے ہو، کسی بھائی سے زیادتی ہو گئی ہو، انتقام کی آگ رگ رگ میں سلگ رہی ہو، اور انتقام پر قدرت بھی ہے، لیکن اللہ کی رضا وخوشنودی کے خاطر ظلم کرنے والے کو معاف کرنا، حقوق غصب کرنے والے کے دوسرے حقوق ادا کرنا بڑا ہی کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔ اللہ جو قادر مطلق ہے اور جو ہر وقت اپنے گنہگار بندوں کی خطاؤں سے درگذر کی دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ صلہ رحمی، صبر وحلم کی شبنم سے اس شعلہ غضب کو بجھا دے، تاکہ تم بھی اللہ جل شانہ کے دربار میں اس عفو درگذر کے مستحق بن سکو، اس وقت انتقامی جذبہ پر قابو پالینا، عفو درگذر کی راہ اختیار کرنا، صلہ رحمی کرنا ہی صبر ومواسات ہے۔

رمضان کریم کے روزوں کے ذریعہ ہمیں یہی سبق دیا جاتا ہے اور اسی بنا پر اسکو مواسات کا مہینہ کہا جاتا ہے اور اسی سبق کو ہمیں روز مرہ کے ہر دن یاد رکھنا ہے کیونکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور ہر مسلمان اپنی استطاعت کے اعتبار سے دوسرے مسلمان کی مدد ونصرت کرے، اسکی مصیبت وپریشانی کو اپنی مصیبت وپریشانی سمجھے، وہ اس وقت تک اپنی خوشی کو نامکمل سمجھے جب تک کہ اسکا بھائی بھی اس خوشی میں شریک نہ ہو۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری عملی زندگی اسلامی بھائی چارگی کے اس تصور ومفہوم سے کچھ دور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اہل ثروت اپنی دولت کے نشہ میں منہمک ہیں، الا ماشاء اللہ۔ امت کے محتاج اور ضرورت مند لوگوں کا انہیں کوئی خیال نہیں، بلکہ ان کی عیش پرستی، غریب مسلمانوں کے لیے پریشانیوں کا موجب ہے۔ رشوت کا بازار قوم کے دولت مند طبقہ کی کارستانیاں ہیں، نتیجہ غریب خاندانوں میں پیدا ہونے والے بہت ہی ذہین اور باصلاحیت بچے مجبورا اعلی تعلیم چھوڑ دیتے ہیں، کیونکہ وہ بڑھتی ہوئی رشوت ستانیوں کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ تعالی نے جن لوگوں کو اپنے فضل سے نوازا ہے، کچھ معاشی خوشحالی عطا کی ہے، تو وہ اپنے غریب بھائیوں کے ساتھ مواسات وغم گساری کا معاملہ کرے، انکے حق کو اپنے اوپر تسلیم کرے، اور انہیں اونچا اٹھانے میں انکی مدد ونصرت کرے اور اللہ کی خوشنودی ورضا کے طالب رہیں تو اسکا دنیا وآخرت میں مثمر نتیجہ برآمد ہوگا۔

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 8 12/16/12 5:09 PM

دنیا بھر میں منشیات کے پھیلاؤ کا ذمہ دار کون؟

رحمت کلیم امواوی
rahmatkalim91@gmail.com

منشیات کے استعمال کا مسئلہ روز افزوں تشویش کا باعث بنتا جارہا ہے کیونکہ اس کے ساتھ ہی انسانیت اور انسانی قدروں کے زوال وفقدان کا سوال بھی منسلک ہے جو ظاہر ہے ہر باشعور فرد اور حساس جماعت کیلیے باعث اضطرار واضطراب ہے بظاہر یہ مسئلہ اتنا مہیب ومہلک نظر نہیں آتا کیونکہ اسے اب تک کے صرف ذاتی نوعیت کا ہی سمجھا گیا ہے اور صرف عادی حضرات کیلیے باعث ہلاکت تسلیم کیا گیا ہے۔لیکن اب یہ مسئلہ ذات وفرد سے نکل کر افراد و جماعت کا مسئلہ بن چکا ہے اور اسکے سنگینی و ہلاکت خیزی کا اعتراف دنیا کے ہر گوشے سے کیا جانے لگا ہے اور ہر طرف سے ببانگ دہل یہ آواز لگائی جارہی ہے کہ اسے فوراً قابو میں کیا جاے اور اس وبا کو ختم کیا جاے۔

قارئین کرام: منشیات جو دراصل نشی سے ماخوذ ہے۔اس کے اندر ہر وہ تمام چیزیں شامل ہیں جس کے استعمال سے ایک عام آدمی کو نشہ آجائے، جب ہم اسکے ابتدائی صورت کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں تو ہمیں صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ نشہ کی دنیا میں سب سے پہلے حسیس نامی نشہ آور شئے کا انکشاف حسن بن صباح کے ذریعے کیا گیا۔اسکے بعد زمانے کے ترقی کے ساتھ ساتھ ان اشیاء میں بھی ترقی ہوتی گئی جس کی وجہ سے سگریٹ، بیڑی، چرس، گانجہ، بھانگ وغیرہ کا وجود ہوا اور آج کی اس advance ترقی یافتہ دور میں ان چیزوں میں بھی کچھ زیادہ ہی ترقی ہوئی ہے۔جس کے مثال کے طور ہر آپ آج اعلی سے اعلی قسم کے شراب اور درگس کو دنیا کے اکثر خطے میں دیکھ سکتے ہیں ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان ہلاکت خیز اشیا کے پھیلاؤ کا ذمہ دار کون ہے ؟ جب ہم اس سوال کے تئیں اپنے ذہن پر زور ڈالتے ہیں تو فوراً ہماری نگاہ حکومت کی طرف اٹھتی ہے اور ہمیں یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اسکے پھیلاؤ کا ذمہ دار حکومت ہے، خواہ کوئی بھی ہو۔جبکہ ایسا کچھ نہیں ہے اور دنیا کی کوئی بھی حکومت اسکے ذمہ دار نہیں ہے اور ہو بھی کیسے سکتی ہے۔آپ عالمی منظر نامے کا مطالعہ کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آج دنیا کی عظیم ترین طاقتیں اس مسئلے کے تئیں کتنا محتاط ہیں اور کس قدر بیدار مغزی کے عالم میں اس وبا کے روک تھام کیلیے سعی پیہم کر رہی ہیں ۔چند مثال سے آپ اس بات کو سمجھیں تا کہ حقیقت سامنے آجائے۔ابھی کچھ دنوں پہلے افغانستان ،ایران ، پاکستان ان تینوں ممالک نے اسمگلنگ کے روک تھام کیلیئے سہ فریقی تعاون کو وسعت دینے کا فیصلہ کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان تینون ممالک کو اس تعاون میں اقوام متحدہ کے ادارہ برائے انسداد منشیات (UNODC) کی معاونت بھی حاصل ہے ، علاوہ ازیں روس اور پاکستان ان دونوں ملکوں نے مل کر سمگلنگ کے روک تھام کیلیے ایک گروپ تشکیل دی ہے اور ساتھ ہی ابھی کچھ دنوں قبل قزاکستان میں ٦ کڑور کے صرفے سے ایک پروگرام کا انعقاد کیا گیا ہے جسکا مقصد صرف اور صرف منشیات کے روک تھام کیلیے کام کرنا تھا،اور ابھی ایک ہفتہ قبل پاکستان کے سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کے بیٹے کو منشیات کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا ہے اور پھر ہمارے ہندوستان میں ٧ لاکھ روپئے کے جرمانے کے ساتھ دس سال کی سزا صرف منشیات کے روک تھام کیلیے ہی رکھا گیا ہے۔اب آپ خود فیصلہ کرلیں کہ جب دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں اس مسئلے کے تئیں اس قدر فکر مند ہوں اور اس طرح اسکے سنگینی کے خاطر محتاط ہوں، پھر اسکے روک تھام کیلیے شبانہ روز سعی پیہم بھی کر رہی ہوں تو پھر آپ کا حکومت کو ذمہ دار ٹھرانا کیا انصاف کی بات ہے ؟ میں سمجھتا ہوں آپ یقیناً اسکے قائل نہیں ہونگے ۔تو پھر یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ آخر اسکے پھیلاو کا ذمہ دار ہے کون ؟ جب ہم شعور و آگہی کے دریچے کھول کر اس کے حقیقی ذمہ دار کو تلاش کرتے ہیں تو ہمیں پس پردہ ایک ایسے لوگوں کا جتھا اور ٹولی دکھائی دیتی ہے جو مادہ پرستی کا خوگر ہے اور انسانیت سے ذرہ برابر بھی لگاو نہیں ہے اور صرف مال و دولت کی خاطر انسانیت کو شرمشار کرنا اور انسانیت سوز حرکت کرنا انکے نزدیک ایک عام بات ہے اور ان لوگوں نے مال و دولت کی حصولیابی کیلیے منشیات کے پھیلاؤ کو اپنا ہتھیار بنا رکھا ہے۔اور یہی حقیقت ہے کہ منشیات کے پھیلاؤ کا ذمہ دار نہ ہی کوئی حکومت ہے اور نہ ہی کوئی مذہب ۔ بلکہ مافیاؤں اور چند لوگوں کی ایسی جماعت جنہیں انسانیت سے کوئی سروکار نہیں ہے اسکے اصل ذمہ دار ہیں اور یہ لوگ انسانی زندگی کا ذرہ برابر بھی خیال نہیں رکھتے اور مال و دولت کی خاطر باپ ماں بھائی بہن اپنے پرائے سب کو بھول جاتے ہیں اور انہیں کچھ نظر آتا ہے تو صرف اور صرف پیسہ۔اور اسکے لیے اپنے خاندان کا جنازہ نکال دینا کوئی مشکل نہیں ہوتا۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان اشیاء منشیات کو متنوع شکل میں پیش کرنے میں مغرب نے اہم رول نبھایا ہے اور بڑی بڑی کمپنیاں کھول کر اس کے فروغ میں اہم کردار نبھایا ہے ۔لیکن سچائی یہی ہے کہ اسکا اصل ذمہ دار چند مافیاؤں کے گروپ اور انسانیت سوز حرکات کرنے والے لوگوں کی کچھ تنظیمیں اور انسانوں کے بھیس میں شیطانوں کا جتھا ہے جنہیں انسانی جان کی قدر و قیمت کا ذرہ برابر بھی اندازہ نہی ہے۔ضرورت ہے کہ ہم خود سے خود کی حفاظت کریں اور ان حرام و جان لیوا اشیا کے استعمال سے اجتناب کریں ۔ اللہ ہمیں توفیق بخشے۔آمین

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 9 12/16/12 5:09 PM

سیف الدین عبدالرزاق سلفی

نعمت الٰہی پر شکر گزاری اور اس کے بعض مظاہر

مالک دو جہاں نے اس کائنات کی تخلیق فرمائی۔اس میں انسان کو بسایا اور آسمان وزمین کی تمام چیزوں کو اس کے مصالح ومنافع اور استفادہ کے لیے مسخر فرمایا۔ارشاد ہے: **و سخر لکم ما فی السماوات وما فی الارض جمیعا منه** (سورۃ الجاثیہ:13) اور آسمان وزمین کی ہر ہر چیز کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے تابع کردیا۔ چنانچہ نباتات کو شادابیاں، آفتاب کی کرنیں، ستاروں کی جگمگاہٹ، پاکیزہ ہوائیں، حیات بخش شیریں پانی اور بارش، طرح طرح کے مکانات، رنگ برنگ کے ملبوسات، مختلف درجات کی سواریاں، انواع واقسام کے مرغوب ترین پھلوں اور غلہ جات اور محبوب ترین اہل و عیال وغیرہ یقیناً رب ذوالجلال کے انعامات ونوازشات کے متنوع مظاہر ہیں جن کا شمار ناممکن ہے۔ارشاد ہے: **و ان تعدوا نعمة الله لا تحصوها ان الانسان لظلوم کفار** (سورہ ابراھیم:34) اگر تم اللہ کے احسان گننا چاہو تو انہیں پورے گن بھی نہیں سکتے یقیناً انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

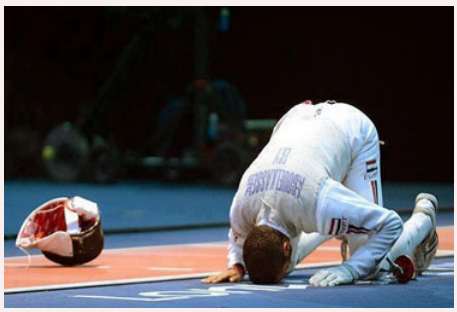

یہ اللہ کا اصول ہے کہ وہ شاکروں پر مزید نعمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور ناشکری کرنے والوں کو عذاب شدید کی دھمکی دیتا ہے اور ان سے نعمتوں کو بھی سلب کرلیتا ہے ارشاد الٰہی ہے: **واذتاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید** (سورہ ابراھیم:7) اور جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کردیا کہ اگر تم شکر گذاری کروگے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا۔ اور اگر ناشکری کروگے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔اس لیے احسان شناسی کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو جہاں اور جس پوزیشن میں رکھا ہے اس پر قناعت پسندی اور شکر گذاری کا مظاہرہ کرے۔

انسان ناشکرا ھے : موجودہ دور مادیت پرستی کا دور ہے۔جس میں ہر شخص ھل من مزید (اور زیادہ چاہیے) کی فکر میں مبتلا ہے۔حرص وطمع عروج پر ہے۔ کفران نعمت اور احسان فراموشی کا بازار گرم ہے۔ انعامات کی بارش ہوئی تو خیر ورنہ انسان بدگمانیوں کی کشتی میں سوار ہوجاتا ہے۔ارشاد الٰہی ہے: **فاما الانسان اذا ماابتلاه ربه فاکرمه و نعمه فیقول ربی اکرمن و اما اذا ماابتلاه فقدر علیه رزقه فیقول ربی اھانن** (سورہ الفجر:15/16)

انسان (کا حال یہ ہے کہ) جب اسے اس کا رب آزماتا ہے اور عزت سے نوازتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا اور جب وہ اس کو آزماتا ہے اور اس کی روزی تنگ کردیتا ہے تو کہنے لگتا ہے میرے رب نے میری اہانت کی (اور ذلیل کیا)۔

انسان اسباب معیشت، صحت وقوت، عزت و رفعت اور دیگر دنیوی نعمتوں کو مانگنے سے نہیں تھکتا۔مگر جب کبھی تکلیفوں اور پریشانیوں کا سامنا ہوتا ہے تو مایوسی کا شکار ہوجاتا ہے۔ارشاد الٰہی ہے: **لا یسئم الانسان من دعاء الخیر وان مسه الشر فیوس قنوط** (سورہ حم السجدہ :49) بھلائی مانگنے سے انسان نہیں تھکتا اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو مایوس اور ناامید ہوجاتا ہے کیونکہ انسان کی جبلت ہی میں یہ چیزیں ودیعت کردی گئی ہیں جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے۔ان الانسان خلق ھلوعا اذا مسه الشر جزوعا واذا مسه الخیر منوعا (سورہ معارج 19 تا 21) بے شک انسان کچے دل والا بنایا گیا ہے۔ جب اسے مصیبت پہنچتی ہے تو ہڑبڑا اٹھتا ہے۔اور جب راحت ملتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔

یہ انسانی فطرت ہے کہ مصائب ومشکلات اور خطرات میں وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور خطرات کے ٹلتے ہی ناشکری، احسان فراموشی اور شرک پر اتر آتا ہے۔جیسا کہ مشرکین مکہ کا حال بیان کیا گیا ہے : فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین له الدین فلما نجھم الی البر اذا ھم یشرکون (سورہ عنکبوت:65) پس یہ لوگ جب کشتیوں پر سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالی ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کرکے پھر جب انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

ناشکری کا انجام : انسانی تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ تعالی نے قوم بنی اسرائیل، قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ کو بے شمار انعامات سے نوازا تھا۔زمین وآسمان کی برکتوں کے دہانے ان کے لیے کھول دئے تھے اور اہل علم پر انہیں فوقیت عطا کی تھی۔لیکن یہ قومیں اللہ کی نافرمانی، احسان فراموشی اور طغیان وسرکشی کے سبب غضب الٰہی میں گرفتار ہوگئیں اور ذلت ومسکنت اور ہلاکت سے دوچار ہوئیں۔ یہ انسان کی خاصیت ہے کہ اگر اللہ تعالی اسے مزید نعمتوں سے نوازے اور اس کی روزی میں اضافہ کردے تو وہ طغیان وسرکشی اور زمین میں فساد برپا کرتا پھرے گا۔ارشاد الٰہی ہے ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغو فی الارض (سورہ شوری :27) اگر اللہ تعالی اپنے بندوں پر روزی فراخ کردیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کردیتے۔ قارون کا یہ واقعہ اس پر واضح دلیل ہے۔اللہ کا ارشاد ہے: قارون تھا تو قوم موسی سے لیکن ان پر اترانے لگا تھا۔ ہم نے اسے (اس قدر) خزانے دے رکھے تھے کہ کئی کئی طاقت ور لوگ بہ مشکل اس کی کنجیاں اٹھا سکتے تھے۔ایک بار اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اترا ومت اللہ اترانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔اور جو کچھ اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول اور جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو یقین مان کہ اللہ مفسدوں کو ناپسند رکھتا ہے۔قارون نے کہا یہ سب کچھ مجھے میری اپنی سمجھ کی بنا پر ہی دیا گیا ہے۔(سورہ قصص :76 تا78) یعنی اس نے دولت ملنے پر احسان فراموشی اور تکبر کی روش اختیار کی۔انجام کیا ہوا۔

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 10 12/16/12 5:09 PM

آگے اللہ نے واضح کردیا۔ فخسفنا بہ وبدارہ الارض فما کان من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ وما کان من المنتصرین (سورہ قصص:81) آخرکار ہم نے اسے محل سمیت زمین میں دھنسا دیا اور اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مدد کے لیے تیار نہ ہوئی نہ وہ خود اپنے بچانے والوں میں سے ہوگا۔

یہ واقعہ ہمارے لیے درس عبرت ہے کہ جس طرح قارون کو اس کے تکبر وسرکشی اور احسانات خداوندی کی ناقدری کی وجہ سے اس کے محل اور خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا اگر ہم بھی اللہ کی نعمتوں پر اترائیں اور ناشکری کا مظاہرہ کریں تو ہماری بھی یہی انجام ہوسکتا ہے۔

دولت وثروت عطیہ الٰہی ہے، اس پر انسان کو شکر گذاری اور سخاوت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ و احسن کما احسن اللہ الیک کا مفاد بھی یہی ہے۔ جو لوگ عطیہ ربانی میں من مانی تصرف کرتے ہیں اور مالوں کو مستحقین تک پہنچانے میں بخالت کی روش اختیار کرتے ہیں ان کے مالوں کی ہلاکت یقینی ہے۔

انسان مال ودولت کا سخت حریص ہے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے: وتحبون المال حبا جما اور مال کو تم جی بھر کر عزیز رکھتے ہو (سورہ الفجر:20) اور مال کی زیادتی کی فکر میں ہمہ وقت سرگرداں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ عمر مستعار داغ مفارقت دے جاتی ہے اور انسان قبر کی زیارت کر لیتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے: الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر (سورہ التکاثر:1-2) زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کردیا یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے، یعنی انسان دنیا سے گذر جاتا ہے۔ مگر اس کی طویل آرزوؤں اور لمبی خواہشات کی ضخیم کتاب دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: آدمی بوڑھا ہوجاتا ہے اور اس کی دو چیزیں زیادہ ہوجاتی ہیں۔ مال کی حرص اور دراز عمر کی حرص۔ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق)

دوسری روایت میں آیا ہے کہ آدمی تو مرجاتا ہے مگر اس کی خواہشات ادھوری رہ جاتی ہیں۔ ایک حریص انسان کو جتنی بھی دولت مل جائے وہ اس پر قناعت نہیں کرتا بلکہ مزید اموال کی فراہمی کے لئے دن رات خواب دیکھتا رہتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: ''اگر آدم کے بیٹے کے پاس دو میدان بھر مال ودولت ہو تو تیسرے میدان کی خواہش کر بیٹھے گا اور آدم کے بیٹے کا پیٹ تو قبر کی مٹی سے ہی بھرے گا۔'' (صحیح بخاری)

شکر گذاری کے بعض مظاہر:

۱۔ قناعت پسندی: ضروریات زندگی میں سے معمولی چیز پر راضی ہوجانا قناعت کہلاتا ہے۔ قناعت پسندی کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو منعم حقیقی نے جتنی بھی نعمتوں (خواہ قلیل ہوں یا کثیر) سے نوازا ہے۔ اس پر قانع رہے، دولت غیر کی طرف حریصانہ نگاہ نہ ڈالے کیونکہ اصل تو نگری یہی ہے۔ لیس الغنی عن کثرۃ العرض ولکن الغنی غنی النفس (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الغنی غنی النفس) یعنی مالداری ساز وسامان کی کثرت کا نام نہیں ہے بلکہ اصل مالداری تو دل کی مالداری ہے۔ درحقیقت قانع شخص ہی کامیاب ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قد افلح من اسلم و رزق کفافا وقنعہ اللہ بما آتاہ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الکفاف والقناعۃ) وہ شخص کامیاب ہوگیا جو اسلام لایا اور برابر سرابر روزی دیا گیا۔ اللہ نے اسے جو کچھ دیا اس پر قناعت کی توفیق سے نوازا۔ اس لیے قانع شخص مال کی زیادتی کا حریص ہوتا ہے اور نہ غیروں کی دولت کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے بلکہ پروردگار نے جن نعمتوں سے اسے سرفراز کیا ہے وہ اس پر قناعت پسندی اور شکر گذاری کا مظاہرہ کرتا ہے۔

۲۔ انفاق: اللہ کی دی ہوی نعمتوں پر شکر گذاری کا ایک اہم مظہر انفاق فی سبیل اللہ بھی ہے کہ انسان اپنے مالوں کو اللہ کی عظیم ترین نعمت تصور کرے۔ اور اس پر شکر گذاری کے لیے مالوں کو فی سبیل اللہ، فقراء ومساکین اور مستحقین پر خرچ کرلے۔ انفاق کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ منفق کو بے شمار نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے اور خرچ کا پورا بدلہ دیتا ہے۔ وما تنفقوا من خیر یوف الیکم (سورہ البقرۃ:272) اور تم جو کچھ بھی خرچ کروگے تمہیں اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور یہی رب کا ہم سے مطالبہ ہے۔ حدیث قدسی میں ہے: انفق یا ابن آدم لینفق علیک (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ وکان عرشہ علی الماء) خرچ کرا اے آدم کے بیٹے! تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ رب کی عنایات ونوازشات پر شکر گذاری یہ بھی ہے کہ انسان وسعت قلبی اور فراخ دلی سے مستحقین پر مال خرچ کرے۔

۳۔ اپنے سے کمزور لوگوں کو دیکھنا: اللہ کی بے پایاں رحمتوں اور لاتعداد نعمتوں پر شکر گذاری کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے سے کمتر لوگوں کو دیکھے جیسا کہ حدیث میں ہے: ایسے لوگوں کی طرف دیکھو جو (دنیا کے مال واسباب کے لحاظ سے) تم سے نیچے ہوں ان کی طرف مت دیکھو جو (جو مال ودولت میں) تم سے اوپر ہوں۔ یہ زیادہ لائق ہے کہ تم اللہ کی ان نعمتوں کی ناقدری نہ کرو جو اس کی طرف سے تم پر ہوئی ہے۔ (صحیح بخاری)

آج انسانوں کی اکثریت جو احسان فراموشی اور ناشکری میں مبتلا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ انسان اپنے سے کم تر لوگوں کو دیکھنے کے بجائے اپنے سے برتر لوگوں کو دیکھتا ہے اور اللہ کے نعمتوں کی ناقدری کرتا ہے۔ حدیث میں اس کا علاج بتادیا گیا ہے۔ مثلاً اگر تمہارے پاس ایک معمولی مکان ہے جس میں تم موسم کی سختیوں سے محفوظ رہتے ہو عالی شان حویلیوں کی طرف مت دیکھو بلکہ ان لوگوں کی طرف دیکھو جو بے گھر ہیں اور فٹ پاتھوں میں رات گذارتے ہیں۔ یا جھونپڑیوں میں بسیرا کرتے ہیں۔ یقیناً اللہ کی نعمتوں کی قدردانی اور شکر گذاری کا یہ ایک بہتر طریقہ ہے۔

۴۔ محاسبہ: شکر گذاری کا ایک اہم مظہر یہ بھی ہے کہ آدمی ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتا رہے کہ پروردگار کے اتنے انعامات ونوازشات کا میں کیسے حساب دوں گا جبکہ ایک ایک نعمت کے بارے میں باز پرس ہوگی لتسئلن یومئذ عن النعیم (سورہ التکاثر:8) اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہوگا اور یہ یاد رکھے کہ جب تک پوری زندگی اور مال واسباب کا حساب نہ ہوجائے خلاصی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: قیامت کے دن انسان کے قدم ہلنے بھی نہ پائیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزیں نہ پوچھ لی جائیں۔ عمر کن چیزوں میں ختم کی اور جوانی کہاں گذاری اور مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور جو کچھ سیکھا تھا اس پر کتنا عمل کیا۔ (رواہ ترمذی)

جو شخص حدیث مذکور میں ان پانچ سوالات کے بارے میں غور کرے اور ان کے جوابات کے لیے ہمہ وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے بے شک وہ ان نعمتوں کی قدر شناس ہوگا اور ان کا صحیح استعمال کرے گا۔

خلاصہ: اللہ نے انسان کو صحیح سالم اعضاء وجوارح، عقل وخرد، عزت وشہرت اور مال واسباب سے نوازا اور دیگر مخلوقات کو اس کے فوائد ومنافع کے لیے تخلیق فرمائی۔ ان تمام نعمتوں پر انسان کو ہر حال میں شکر گذاری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 11 12/16/12 5:09 PM

امانتداری کا مفہوم اور اسکی اہمیت

محمد شاہ نواز محمدی

امانت داری ایک اعلیٰ اخلاق ہے۔ دین کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ یہ ایک نادر اور بیش بہا صفت ہے۔ انسانی معاشرہ کے لیے جزء لاینفک ہے۔ اس صفت میں حاکم ومحکوم کے مابین کوئی فرق نہیں ہے' تاجر وکاریگر' مزدور وکاشت کار' امیر وفقیر' بڑا اور نہ چھوٹا اور نہ ہی شاگرد واستاذ بلکہ ہر ایک کے لیے باعث شرف ومنزلت ہے۔ انسان کا اصل سرمایا ہے اور اس کے کامیابی وکامرانی کا ضامن ہے اور ترقی وارتقاء کی چابی ہے۔ ہر ایک کے لیے باعث سعادت ہے۔

امانت کا معنی بہت وسیع وعریض ہے اور جو لوگ امانت کے معنی کو صرف اس معنی میں محصور کردیتے ہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے پاس کوئی چیز (سونا' چاندی' روپیے پیسے وغیرہ) ایک معین مدت تک جمع رکھے۔ تو اس جمع شدہ چیز کو صاحب مال تک واپس کردینا ہی امانت داری ہے تو ایک بہت بڑی کج فہمی ہے لیکن حقیقت یہ کہ امانت داری بہت وسیع معنی پر دلالت کرتا ہے۔

مندرجہ ذیل امانت کے کچھ معنی ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) ''مکمل دین اسلام'' امانت ہے اور اس پر عمل پیراں ہونا ہی امانت کو ادا کرنا ہے۔

دین اسلام ہمارے پاس اللہ کی طرف سے امانت ہے۔ دین کے تقاضے کے مطابق زندگی گذارنا ہی مطلوب مؤمن ہے اور رضائے الٰہی کا ضامن ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ ''انا عرضنا الامانة علی السموات و الارض والجبال فابین ان یحملنها وان اشفقن منها و حملها الانسان انه کان ظلوما جهولا'' (الاحزاب: ۷۲) ترجمہ: '' ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے (مگر) انسان نے اسے اٹھالیا' وہ بڑا ہی ظالم جاہل ہے''۔

☆ مفسر قرآن امام قرطبیؒ فرماتے ہیں ''امانت دین کے تمام کاموں کو شامل ہے اور اس دین کی تبلیغ واشاعت کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ تمام انبیاء کرام اسی وظیفہ کیلیے مبعوث کیے گیے تھے''۔

(۲) مال وثروت' صحت وتندرستی اور جسم کے اعضاء اللہ کی طرف سے امانت ہے۔

یہ وہ عظیم نعمت ہے جو اللہ جل شانہ نے ہمیں وقتی طور عطا کیا ہے جو اللہ کی طرف سے امانت ہے' اسکی حفاظت اور اسکا صحیح استعمال ہی ہماری لیے قابل منفعت ہے اور اسکا غلط استعمال ہمارے لیے باعث شرمندگی وہلاکت ہے اور ان چیزوں کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ سوال کیا جائے گا۔ جیسا کہ صحابی ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن کسی بندہ کے دونوں قدم اپنی جگہ سے حرکت نہیں کریں گے حتی کہ اس سے چار چیزوں کے متعلق سوال کیا جائیگا' اس کے عمر کے بارے میں کہ کن چیزوں میں اسے کھپایا' اور اسکے علم کے متعلق کہ اس نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا' اور مال ودولت کے بارے میں اسے کہاں سے کمایا اور کن چیزوں میں خرچ کیا' اور اسکے جسم کے بارے میں کہ کن کاموں میں لگایا''۔ (صحیح الترغیب والترہیب للالبانی: ۳۵۹۲)

(۳) اولاد' بیوی اور ماں باپ سب امانت ہے۔

اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت دینا ہر والدین کی ذمہ داری ہے۔ انکی ضروریات زندگی کے سامان کو مہیا کرنا ہر والدین کا فریضہ ہے۔ اسی طرح بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا' انکے اخراجات کو پورا کیا جائے۔ بیوی اپنے شوہر کی اطاعت کرے' اسکی باتوں پر عمل کرے جو اللہ کی نافرمانی میں نہ ہو۔ بڑھاپے میں والدین بچوں کے پاس امانت ہے جنکی خدمت اور انکی دیکھ بھال کی ذمہ داری ادا کرنا ضروری ہے اور ان کے حقوق کو ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی ایک کے حقوق کو ادا کرنے میں کوتاہی کی گئی تو کوتاہی کرنے والا عنداللہ معتوب ہوگا۔

(۴) ملک و وطن بھی امانت ہے۔

لہذا: اسکے قوانین پر عمل کیا جائے' ملک کی حفاظت کی جائے' اس سے غداری نہیں کیا جائے' قومی اثاثے کی حفاظت کی جائے۔ ملک کے ان تمام قوانین پر عمل کیا جائے جو اسلامی شریعت کے مخالف نہ ہو' کیونکہ اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ لیکن کبھی کبھی مصلحت کے پیش نظر بڑے ضرر سے بچتے ہوئے چھوٹے ضرر کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔

(۵) راز ونیاز کی باتیں امانت ہے۔

اگر کوئی کسی سے راز کی بات کرے تو اس راز کو افشا نہ کرے بلکہ پوری امانت سے اسے راز ہی رکھے۔ جیسا کہ جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی کوئی بات کرے اور پلٹ کر چلا جائے تو یہ امانت ہے''۔ (صحیح الجامع: 486)

اس بات کی وضاحت عمل صحابہؓ سے اور زیادہ ہوجاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بہت سی راز کی باتیں حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بتائے ہوئے تھے حتی کہ منافقین کے نام بھی بتادیے تھے۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے منافقین کا نام دریافت کیا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو راز کی باتیں مجھے بیان کیا ہے۔ میں وہ راز کی باتیں کسی کو بیان نہیں کروں گا۔

قارئین کرام: غور کریں کہ عمر رضی اللہ عنہ منافقین کے نام صرف اس لیے جاننا چاہتے تھے کہ وہ بھی منافقین کے نماز جنازہ میں شریک نہ ہو لیکن راز رسول ﷺ کو کسی حال میں حذیفہؓ عیاں کرنا گوارا نہ کیا اگرچہ نیک قصد کیوں نہ ہو؟ تو جو لوگ برے مقصد کے لیے دوسرے کے راز کو افشا کرتے ہیں تو وہ اپنے انجام کو سمجھ لیں۔

اسی طرح میاں بیوی کے مابین جو راز کی باتیں' پیار ومحبت کے لمحے کو دوست واحباب کے سامنے بیان کرنا بہت بڑی خیانت ہے۔ جیسا کہ ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ کے پاس سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کے ہم آغوش ہو اور بیوی شوہر کے ہم آغوش ہو اور انکے راز کی باتوں کو باہر بیان کیا جائے'' (صحیح مسلم: 1537)

(۶) ہر کام جو ہمارے سپرد کیا گیا ہو' ہماری ڈیوٹی ہمارے لیے امانت ہے اور اسکا ضیاع خیانت ہے

ہم اپنے واجبات اور کارکردگی نہایت ہی اچھے انداز میں پیش کریں۔ ہم اپنے اختیارات سے تجاوز نہ کریں۔ اگر

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 12 12/16/12 5:09 PM

ہم نے اپنے کام میں کوتاہی کی' خیانت کی تو گویا کہ ہم قرب قیامت کی علامت بن رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذا ضیعت الأمانة فانتظر الساعة قال کیف اضاعتها یا رسول الله ؟ قال: اذا اسند الأمر الی غیر أهله فانتظر الساعة'' (صحیح البخاری:6496)۔ ترجمہ: ''جب امانت ضائع ہو رہی ہو تو قیامت کا انتظار کرو۔ صحابی نے کہا' اے اللہ کے رسول! امانت کے ضائع ہونے کا مطلب کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: جب کام نکما اور کام چوروں کے حوالے کر دیا جائے تو قیامت کے وقوع پذیر کا وقت بہت قریب ہوگا''

اسی طرح ابوذر رضی اللہ عنہ نے پیارے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کسی شہر کا گورنر بنا دیجیے۔ تو آپ ﷺ نے جواب دیا۔ اے ابوذر! تم کمزور ہو' اور بیشک یہ ذمہ داری امانت ہے۔ اور قیامت کے دن باعث شرمندگی اور رسوائی ہوگی سوائے ان لوگو کے جنہوں نے اس کا کما حقہ حق ادا کیا اور اپنی ذمہ داری کو اچھے طریقے سے پورا کیا''۔ (صحیح مسلم)

(۷) کوئی بھی چیز جو کسی دوسرے شخص کے پاس جمع کی جائے اور ڈی پوزٹ رکھی جائے خواہ وہ مال ودولت' سونا چاندی' یا دوسری استعمال کی چیزیں ہو' تو یہ امانت ہے۔

تو اس امانت کی حفاظت کرنا واجب ہے اور اسکو ویسے ہی لوٹایا جائے جیسا وہ تھا۔ امانت کی حفاظت اور اس کو ادا کرنے کا حکم اللہ تعالی نے دیا ہے۔'' ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الأمانة الی أهلها واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل' ان اللہ نعما یعظکم به' ان الله کان سمیعا بصیرا'' (النساء : 58) ترجمہ: اللہ تعالی تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کو انکی امانتیں پہنچاؤ' اور جب لوگو کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو' یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت تمہیں اللہ کر رہا ہے' بیشک اللہ تعالی سنتا' دیکھتا ہے''۔

پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: '' جس نے تمہارے پاس امانت رکھی ہے' اسکے امانت کو صحیح سالم واپس کرو اور جس نے تمہارے ساتھ خیانت کیا اسکے ساتھ خیانت نہ کرو''۔ (السلسلة الصحیحة: 423)

امانت کی اهمیت وفضیلت:

امانت داری کی اہمیت وفضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے امانت انبیاء علیہم السلام کی صفت میں سے ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے اپنی امانت داری کو واضح کرتے ہوئے اپنی قوم سے کہا۔'' انی لکم رسول امین'' یقیناً میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ جبرئیل علیہ السلام اپنے رب کے وحی کے امین تھے جو انبیاء علیہم السلام تک پہنچاتے تھے۔ اللہ تعالی نے ان لفظوں ان کو یاد کیا ہے۔'' مطاع ثم أمین'' (سورۃ التکویر:21)۔'' جس کی (آسمانوں میں) اطاعت کی جاتی ہے اور امین ہے''۔

پیارے رسول ﷺ کو مکہ کا ہر فرد مبعوث ہونے سے قبل امانت دار اور سچے کے لقب سے جانتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول ﷺ نے اپنی دعوت پیش کرتے وقت ان لوگوں سے اپنی امانت داری اور سچائی کا اقرار کروایا تھا اور لوگ اسلام کی دعوت کی وجہ سے آپ ﷺ کے جانی دشمن تھے پھر بھی اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھتے تھے اور جب آپ مکہ چھوڑ کر ہجرت کا ارادہ کیا تو علیؓ کو لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کے لیے مکہ چھوڑ کر ہجرت کیا۔ اللہ تعالی نے امانت دار لوگو کی تعریف کیا ہے اور انہیں جنت کی بشارت دیا ہے۔ فرمان الہی ہے۔'' والذین هم لامانتهم وعهدهم راعون' والذین هم بشهاداتهم قائمون' والذین هم علی صلاتهم یحافظون' اولئک فی جنات مکرمون'' (سورۃ المعارج: 32) ترجمہ: ''اور جو لوگ اپنی امانتوں اور قول وقرار کا پاس رکھتے ہیں۔ اور جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ جنت میں عزت والے ہوں گے''۔

پیارے رسول ﷺ نے اس شخص سے ایمان کی نفی کر دیا ہے جو امانت دار نہیں ہے۔ جسے امام بیہقی نے شعیب الایمان میں حسن سند کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ خطبہ فرماتے وقت بیشتر اوقات فرمایا کرتے تھے '' جو امانت دار نہیں' اسکے پاس ایمان نہیں ہے اور جو عہد وپیمان کو پورا نہ کرتا ہو اسکے پاس دین نہیں ہے''۔ (صحیح الترغیب والترھیب :3004۔ شعیب الایمان)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے امانت کو ایمان سے مربوط کیا ہے اور یہ باور کرایا ہے کہ امانت کا ناپید ہونا ایمان کی صحت وسلامتی کے لیے خطرہ ہے۔

امانت داری رزق میں کشادگی کا سبب بنتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دیا ہے: ''بیشک امانت داری کشادہ رزق کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور خیانت فقر وفاقہ کو لاتی ہے''۔ (الجامع الصغیر للسیوطی:3081)

اسی طرح پیارے نبی ﷺ نے اس شخص کو جنت کی بشارت دیا ہے جو چھ چیزوں کو صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے' ان میں سے ایک امانت داری ہے۔ جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اردگرد موجود صحابہؓ سے فرمایا: ''اکفلوا لی بست' اکفل لکم الجنة' فقلت وما هن یا رسول الله؟ قال: الصلاة' والزکاة' والامانة والفرج و البطن واللسان'' (الترغیب والترھیب للمنذری: 190) تم لوگ چھ چیزوں کے حفاظت کی ضمانت لو' میں تمہیں جنت کے دخول کی ضمانت دیتا ہوں' میں (ابو ہریرہ) نے کہا' اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز' زکاۃ' امانت' شرمگاہ' پیٹ' اور زبان''

خیانت کی سزا وعقاب:

اللہ تعالی خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔ قرآن کریم اسی بات کی وضاحت کرتا ہے: ''ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما'' (النساء:107)۔ ترجمہ: '' بیشک اللہ بہت زیادہ خیانت کرنے والوں اور گناہگاروں کو پسند نہیں کرتا ہے''۔

امانت سے انحراف اور خیانت کا ارتکاب ایک ایسی مذموم صفت ہے جس سے دور رہنے کی تاکید اللہ تعالی نے مومنوں کو کی ہے: ''یا ایها الذین آمنوا لا تخونوا الله و الرسول وتخونوا اماناتکم و انتم تعلمون'' (الانفال:۲۷) ''اے ایمان والوں! تم اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے حقوق میں جانتے ہوئے خیانت نہ کرو۔ اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خیانت نہ کرو''۔

رسول ﷺ نے بھی خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن کی رسوائی اور ندامت سے متنبہ فرمادیا ہے۔ فرمان رسول ہے۔'' لکل غادر لواء یعرف به یوم القیامة'' (البخاری:6966)۔ ترجمہ: ہر خائن کے لیے قیامت کے دن نشانی اور جھنڈا ہوگا جس کے ذریعہ وہ پہچان لیا جائگا۔ رسول ﷺ نے خیانت کرنے منع فرمایا' کیونکہ خیانت منافقین کی علامت و پہچان ہے۔ جیسا کہ امام مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان روایت کیا ہے۔'' منافق کی تین علامتیں ہیں' جب بات کرے جھوٹ بولے' وعدہ کرے تو پورا نہ کرے' اور امانت دی جائے تو خیانت کرے گرچہ وہ نماز پڑھے' روزہ رکھے' اور گمان کرے کہ میں مسلم ہوں''

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 13 12/16/12 5:09 PM

ابونصر ندوی

مسلمانوں کے لیے دعوت دین کا طریق کار

عام مسلمانوں کی یہ ذہنیت بن گئی ہے کہ دعوت وتبلیغ صرف علماء پر فرض ہے۔ عام مسلمانوں پر فرض نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی غالب اکثریت اس فریضے کی ادائی سے یکسر غافل ہے۔ انہیں نماز، ورزہ اور زکوۃ وحج کی فرضیت معلوم ہے، مگر دعوت وتبلیغ جو ایک ہمہ وقتی اور سب سے اہم فریضہ ہے، جس کی ادائی گی کے لیے وہ دنیا میں مبعوث کئے گئے ہیں، اسی کی ادائی پر دنیا وآخرت کی کامیابی اور نجات ہے۔ اس سے غفلت برتنے پر دنیا اور آخرت کی وعیدیں آئی ہیں۔ اسی فریضے کی ادائی سے فرد اور معاشرہ کی اصلاح اور تطہیر ہوتی ہے اور صحیح معنوں میں ایک مثالی معاشرہ وجود میں آتا ہے، اسی سے غفلت برتنے پر آج پورے عالم اسلام میں ایک بھی مثالی معاشرہ اور اسلامی اسٹیٹ کا وجود نہیں، جبکہ قرآن اور احادیث میں فرد اور معاشرہ دونوں کی اصلاح اور ایک مثالی معاشرہ کے قیام پر زور دیا گیا ہے۔ اسلامی معاشرہ کا وجود اسی فریضے کی ادائی پر موقوف ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان اپنی اصل ڈیوٹی سے کیوں غافل ہوگئے؟ وہ جس کام کے لیے بھیجے گئے تھے، وہی کام انجام نہیں دے رہے ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے علمائے کرام اور داعیان عظام صاف اور دوٹوک انداز میں بتلاتے ہی نہیں کہ یہ ڈیوٹی ہر مسلمان پر بقدر صلاحیت فرض ہے۔ انہوں نے اس فریضے کو فرض عین اور فرض کفایہ میں تقسیم کرکے عام مسلمانوں کو غافل بنادیا۔

غور وفکر سے ایک بات مسلمانوں میں یہ دیکھنے میں آرہی ہے کہ ہمارے علماء کرام اسلام کی جس بات پر زور دیتے ہیں، خواہ وہ چھوٹی سے چھوٹی سنت ہی کیوں نہ ہو، اس پر مسلمان کسی نہ کسی حد تک عمل پیرا ہوتے ہیں، مثلا انہوں نے مسواک کرنے پر زور دیا تو اس پر خوب عمل ہورہا ہے، نوافل پر زور دیا تو اس پر بھی عمل ہورہا ہے، نفلی حج اور عمرہ کی تاکید کی تو ہمارے امراء ورؤسا ہر سال حج پر حج اور عمرے پر عمرہ کررہے ہیں، بلکہ پورا رمضان فیملی کے ساتھ مکہ میں گزارتے ہیں، جبکہ نفلی حج وعمرہ، نفلی نماز اور روزے سے زیادہ ثواب بیواؤں، یتیموں اور محتاجوں کی ضروریات پورا کرنے اور ان کے لیے دوڑ دھوپ کرنے پر ملتا ہے۔

دعوت وتبلیغ تو سب سے بڑا فریضہ ہے، بلکہ امت مسلمہ کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس پر واضح اور صاف آیتیں اور حدیثیں ہیں۔ اگر ہمارے علماء کرام اس پر زور دیتے تو مسلمان اس پر بھی کسی نہ کسی حد تک عمل پیرا ہوتے۔ آج ہمارے نمازی نوافل وسنن، چاشت واشراق، اوابین اور تہجد کے بھی پابند ہیں، مگر ان میں سے خال خال ہی دعوت وتبلیغ میں حصہ لیتے ہیں۔ نمازیوں کی غالب اکثریت اس سے یکسر غافل ہے اور انہیں اس کا احساس بھی نہیں ہے۔ اگر یہ نمازی دعوت وتبلیغ کے لیے تھوڑی سے کوشش کریں تو معاشرے میں انقلاب آسکتا ہے۔

دعوت وتبلیغ کے لیے قرآن وحدیث کا عالم وفاضل ہونا ضروری نہیں۔ جس مسلمان کو جتنا علم ہے، اسی کی تبلیغ اس پر فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور واضح طور سے فرمایا کہ اگر تمہیں ایک ہی آیت کا علم ہو تو اسی کی تبلیغ کرو۔ اولین مسلمان کو صرف کلمہ (توحید ورسالت) معلوم تھا، انہوں نے پوری مکے کی زندگی میں اسی کی تبلیغ کی۔ ان ہی کی تیرہ سالہ دعوتی جدوجہد کے نتیجے میں اسلام کی سب سے پہلی اسٹیٹ مدینے میں وجود میں آئی۔

دعوت دین کے لیے طریق کار

عام انسانوں کو اسلام کی دعوت دینا ہر مسلمان عالم وعامی، مالدار وغریب اور مرد وعورت پر فرض ہے، لیکن وہ سب سے پہلے اپنے اہل خانہ، خاندان اور پاس پڑوس کے لوگوں کو دیں اور اس کے لیے مندرجہ ذیل طریق کار اپنائیں:

☆ پڑھے لکھے مسلمان روزانہ اپنے گھر والوں، بیوی وبچوں کو قرآن وحدیث یا کوئی اسلامی کتاب پڑھ کر سنائیں۔

☆ تعلیم دیتے وقت سب سے پہلے علم کی اہمیت اور توحید ورسالت اور آخرت پر زور دیں۔

☆ علم اور مطالعہ سے رغبت اور دلچسپی پیدا کرنے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علماء اور بزرگوں کے مؤثر اور دلچسپ واقعات سنائیں۔

☆ کلمے اور دعائیں ترجمے کے ساتھ یاد کرائیں۔

☆ چھوٹی چھوٹی سورتیں، نماز کی تسبیحات اور اذکار ترجمے کے ساتھ یاد کرائیں۔

☆ وضو کا طریقہ اور غسل کا طریقہ سکھائیں۔

☆ پاکی اور ناپاکی کے مسائل بیان کریں۔

☆ سورتیں اور تسبیحات یاد ہوجائیں تو عملی طور پر نماز کا طریقہ سکھائیں۔

☆ درجہ بدرجہ سورتیں، دعائیں، مثلا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد کی دعائیں، بیت الخلاء جاتے وقت اور نکلنے کے بعد کی دعائیں، سوتے وقت اور بیدار ہوتے وقت کی دعائیں سکھائیں۔

☆ ہفتے میں ایک بار قریبی رشتہ داروں اور پڑوسیوں کا اجتماع منعقد کریں۔ اس میں درس قرآن پاک، درس حدیث اور انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور بزرگوں کے دلچسپ، نصیحت آمیز واقعات پڑھ کر سنائیں۔

☆ طہارت، وضو، غسل اور نماز کے طریقے اور مسائل سکھائیں۔

☆ آج کل اردو اخبارات، رسائل وجرائد میں بہت اچھے اچھے مضامین چھپتے رہتے ہیں، ان مضامین میں سے جو اہم اور مؤثر ہوں انہیں پڑھ کر سنائیں۔

☆ اردو اخبارات کے مضامین کی کٹنگ کرکے ان کی زیروکس کاپی زیادہ سے زیادہ تقسیم کریں اور انہیں گلیوں کی

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 14 12/16/12 5:09 PM

دیواروں پر چسپاں کریں۔

☆ اس کے لیے بلیک بورڈ کا استعمال بھی بیحد مفید ہے۔اس میں قرآن حکیم کی آیات اور حدیث کا ترجمہ لکھ کر چوک چوراہے پر رکھ دیں۔

☆ ایک چھوٹی سی لائبریری بھی قائم کریں، جس میں ترجمہ قرآن پاک، تفسیر قرآن پاک، ترجمہ احادیث اور نماز، روزہ، زکوۃ اور حج، اخلاق وآداب، انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام، تابعین عظام اور بزرگوں کے حالات اور واقعات پر چھوٹی کتابیں ہوں۔

☆ بچوں، نوجوانوں اور عام اردو خواں لوگوں میں مطالعہ کا ذوق پیدا کرنے کے لیے انبیاء کرام، صحابہ کرام علماء اور بزرگوں کے حالات اور دلچسپ واقعات پر مشتمل کتابیں سب سے پہلے پڑھنے کے لیے دی جائیں۔ان سے مطالعہ کا ذوق بڑھے گا۔

☆ اصلاحی ناول اور افسانے بھی دیے جاسکتے ہیں۔

☆ عام لوگوں خصوصا بچوں اور نوجوانوں میں مطالعہ کا ذوق پیدا کرنے کے لیے مائل خیرآبادی اور ان جیسے دوسرے ادیبوں، شاعروں اور مصنفوں کی کتابیں زیادہ مؤثر ہوں گی۔

☆ اس وقت پورے ہندوستان میں بچوں اور نوجوانوں کے لیے بیسوں اردو ماہنامے نکلتے ہیں۔ان میں ادبی اور دینی دونوں طرح کے ماہنامے ہیں۔ جرائد و رسائل سے مطالعہ کا ذوق بڑھتا ہے۔ان رسائل کو بچے، نوجوان اور بوڑھے دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ محلے میں لائبریری قائم کرکے یہ رسائل و جرائد منگوا کر رکھے جائیں۔ان سے دین وادب دونوں کا ذوق بڑھے گا اور اردو زبان کی بھی ترقی ہوگی۔

☆ اسلامی مضامین پر مشتمل چھوٹے چھوٹے پمفلٹ سیکڑوں کی تعداد میں چھپ گئے ہیں، ان کی تقسیم بھی دعوت دین کے لیے بے حد مفید ہوگی، کیونکہ آج کے بے حد مصروف زندگی میں ملاقات اور گفتگو کے بہت کم مواقع ملتے ہیں۔ایسے حالات میں اسلامی کتب (پمفلٹ اور فولڈر) کی تقسیم زیادہ بہتر رہے گی۔اس طرح کی کتابیں ہمہ وقتی دعوت وتبلیغ کا کام انجام دیں گی۔

☆ افراد کی تربیت اس انداز سے کی جائے اور ان میں دعوت وتبلیغ کا شعور اور جذبہ اس قدر پیدا کیا جائے کہ ہر فرد اپنے آپ کو اس فریضے کا ذمے دار تصور کرے اور وہ اپنے آپ کو داعی ومبلغ سمجھے۔اس کے لیے انہیں قرآن پاک اور کتب احادیث میں جہاں جہاں دعوت وتبلیغ کی اہمیت اور ضرورت اور اس کے ترک پر دنیا وآخرت کی وعیدیں آئی ہیں۔ان کا مطالعہ کرایا جائے۔ان آیتوں اور حدیثوں کا مفہوم انہیں اچھی طرح بار بار ذہن نشیں کرایا جائے۔نیز دعوت وتبلیغ پر جو چھوٹی بڑی کتابیں موجود ہیں، انہیں مطالعے کے لیے دیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ امت کے ہر فرد کو اس کی علمی صلاحیت کے مطابق دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دینے کے لیے تیار کیا جائے، بلکہ انہیں یہ بات ذہن نشیں کرائی جائے کہ امت مسلمہ کے فرد کی اصل ڈیوٹی اور ان کا مقصد زندگی دعوت دین اور اقامت دین ہی ہے اور قیامت کے دن سب سے پہلے اسی کی پرسش (پوچھ گچھ) ہوگی۔ نماز، روزہ، اور زکاۃ وحج کا حساب وکتاب اور جانچ پڑتال تو اس کے بعد ہی ہوگی۔اللہ تعالی ہمیں اس کی توفیق دے۔ ...

شیخ محمد انور محمد قاسم سلفی (کویت)

امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا حکام وقت کے عطیوں سے پرہیز

خلیفہ متوکل نے ایک مرتبہ ساٹھ ہزار درہم بھیجے کہ گھر کے اخراجات کے لیے رکھ لیں، لیکن آپ نے یہ کہتے ہوئے واپس کردیا کہ میری تھوڑی سی زمین ہے، اس کی کاشت سے اتنی آمدنی ہوجاتی ہے کہ گذر بسر ہوجاتا ہے، براہ کرم یہ رقم اسے دیدیں جس کا گذر نہ ہوتا ہو۔متوکل نے وہ رقم یہ کہتے ہوئے پھر واپس کیا کہ: اگر خود نہیں لیتے تو فقراء ومساکین میں بانٹ دیں۔لیکن حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہتے ہوئے اس کیسۂ زر کو واپس کردیا کہ فقراء ومساکین کا مجمع میرے اپنے گھر سے کہیں زیادہ امیر المؤمنین کے در پر رہتا ہے، اس لیے انہی میں لٹا دیا جائے''۔(حیات احمد بن حنبل)۔ امام بیہقی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مامون نے سونے کا ایک بڑا ذخیرہ بھیجا کہ اسے اصحاب حدیث کے درمیان تقسیم کردیا جائے، اس سونے کو سوائے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے سب نے قبول کرلیا، آپ نے باوجود شدید اصرار کے لینے سے انکار کردیا''۔(البدایۃ والنہایۃ)

صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ خلفاء وسلاطین سے کچھ نہیں لیتے تھے بلکہ وہ سلاطین کے وظیفہ خوروں اور ان سے انعام واعزاز وصول کرنے والوں کی اقتداء میں نماز بھی ادا نہیں کرتے تھے، اگرچہ وہ آپ کے نہایت قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔یہی سبب تھا کہ آپ نے اپنے چچا اسحاق اور اپنے بیٹوں کے پیچھے نماز پڑھنا اس لیے چھوڑ دیا کہ انہوں نے بادشاہ وقت سے انعام لیا تھا۔

سبحان اللہ! یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں کہ جنہوں نے اپنی نیکی اور تقوی کا کوئی صلہ اس دنیائے رنگ وبو میں لینے سے انکار کردیا، اور یہی وہ بوریا نشین ہیں جن پر ہمہ قسم کے دنیوی حربے ناکام ہوگئے، خوفِ دنیا کے بھی اور نعیمِ دنیا اور دعوتِ حرص وآز کے بھی۔دنیا نے تلوار اور کوڑوں کے زور پر ان کا ایمان چھیننا چاہا، انہوں نے اپنی جان دے دینا گوارہ کیا لیکن متاع ایمان سے ایک منٹ کے لیے دست بردار ہونا گوارہ نہیں کیا، پھر اہل دنیا نے دینار ودرہم کی چمک سے ان کی قوت ایمانی کو خیرہ کرنا چاہا لیکن انہوں نے اپنے فقر وفاقہ پر صبر، اور اپنی چٹائی وبوریا کی قناعت کو ہفت اقلیم کی بادشاہت سے کہیں زیادہ قیمتی جانا۔انہوں نے اپنے رب رحیم سے سوائے آخرت کے اور کچھ نہیں مانگا اور رب ذوالجلال کی ذات سے امید ہے کہ وہ خود ان کی عظیم قربانیوں کا صلہ قیامت کے دن جنت الفردوس کی مہمانی سے عطا کرے گا۔حقیقت بھی یہی ہے کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کچھ بھی نہیں:

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دعا کے بعد

اور یقیناً یہی وہ کامیابی ہے جس پر ہفت اقلیم کی بادشاہت قربان ہے اور دنیا کی ساری کامرانیاں نچھاور۔

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 15 12/16/12 5:09 PM

قبر پرستی اسلام کی نظر میں

تحریر: محمد انور محمد قاسم سلفی

دعوت توحید انبیاء کا مشن

حضرات انبیاء کی دعوت اپنے پہلو میں دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں سمیٹے ہوئی ہے، انہوں نے اپنی امت کو ہر بھلائی کی تعلیم دی، اور ہر برائی سے ڈرایا ہے' جب ہم قرآن مجید اور سیرت رسول کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انکی دعوتِ توحید نے شرک' مظاہر' وسائل واسبابِ شرک کے خلاف محاذ آرائی کا ایک وسیع میدان بنالیا تھا' جسمیں انکی عمر اور دعوت کا ایک بڑا حصّہ بیت گیا' اور وہ اسی کام کیلئے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ اسلئے کہ شرک ہی ایسا گناہ کبیرہ ہے جس پر اگر کسی کا انتقال ہوگیا اسکی بخشش کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، جیسا کہ فرمانِ باری ہے :ترجمہ:'' بیشک اللہ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو معاف نہیں کرتا اور اسکے علاوہ گناہوں کو جس کیلئے چاہتا ہے معاف کردیتا ہے۔{النساء116}

ترجمہ:'' بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے گا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے اور اسکا ٹھکانہ جہنم ہے {المائدہ:72}

ترجمہ:'' جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے گویا وہ آسمان سے گرتا ہے تو چڑیاں اسے فضا میں ہی اُچک لیتی ہیں یا تیز ہوا اسے کسی دور جگہ پر پھینک دیتی ہے. (الحج:31)

بت پرستی کے خلاف عملی اقدام

رسول اکرم ﷺ نے بھی اپنی دعوت کا آغاز اعلان توحید، شرک وبت پرستی کی مخالفت سے کیا، جس کی وجہ سے سارا عرب آپ کے خون کا پیاسا ہوگیا، لیکن آپ نے اپنی دعوت سے ایک لمحے کے لئے بھی دست کش ہونے سے انکار کردیا، حالانکہ اس کے صلے میں آپ کو دولت وعزت، سرداری وبادشاہت تک کی پیش کش کی گئی، لیکن آپ ﷺ نے اسے پائے استحقار سے ٹھکرادیا، فتح مکہ کے بعد جب اسلام کو اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرمایا تو آپ نے سب سے پہلے زمین کو بتوں سے پاک کرنے کی ٹھانی اور بتوں کو توڑنے اور ان کی نجاست سے زمین کو پاک کرنے کا عملی قدم اٹھایا '' کیونکہ نسلِ انسانی کو سب سے بڑا خطرہ انہیں سے لاحق ہے' اسی لئے امام الحُنفاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خصوصی دعا کرنی پڑی: ترجمہ:(اے اللہ!) مجھ کو اور میرے بیٹوں کو بتوں کی عبادت سے بچالے, میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا ہے۔ (ابراہیم: 35-36)

آپ نے فتح مکہ کے بعد مختلف جگہوں پر پوجے جانے والے بتوں کو توڑنے کے لئے صحابہ کرامؓ کی ٹولیاں روانہ فرمائیں:

۱) حضرت جریر بن عبد اللہ البجلیؓ کہتے ہیں: کہ زمانہء جاہلیت میں (یمن میں) ایک گھر تھا جسے ذوالخلصۃ' الکعبۃ الیمانیۃ' الکعبۃ الشامیۃ کہا جاتا تھا' اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے کہا:'' آپ مجھے ذوالخلصہ سے راحت کیوں نہیں پہنچاتے ؟'' میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ گیا اور ذوالخلصہ کو توڑ دیا' اس کے پاس جتنے لوگ پائے ان تمام کو قتل کردیا' پھر آپ کو اس کی تباہی کی خبر دی' آپ ﷺ نے میرے وقبیلہ احمس کے حق میں دعا فرمائی۔ بخاری کے الفاظ یہ ہیں:'' ذوالخلصہ یمن میں قبیلہ خثعم اور بُجیلہ کا ایک گھر تھا جس میں بتوں کی پرستش کی جاتی تھی' اسے کعبہ بھی کہا جاتا تھا۔ (بخاری:۴۲۸۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بتوں کا وجود آپ ﷺ کے لئے بستر کا کانٹا بن گیا تھا' جس سے بے قرار ہوگئے' جب تک ان کا نشان نہیں مٹا دیا گیا نہ آپ ﷺ نے چین پایا اور نہ راحت محسوس کی۔

۲) ابوالطفیل عامر بن واثلہؓ کہتے ہیں: جب اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ فتح کیا تو حضرت خالد بن ولیدؓ کو'' نخلہ ''روانہ کیا' وہاں'' عُزّی'' دیوی تھی' وہ تین کیل دار میخوں کے دروازوں کے پیچھے تھی' خالدؓ نے دروازے کاٹ دئے اور جو گھر اس عزّی پر بنایا گیا تھا اسے ڈھا دیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپکو اس کی اطلاع دی' آپ نے فرمایا:'' جاؤ تم نے کچھ بھی نہیں کیا'' حضرت خالدؓ پھر پلٹے' جب وہاں کے مجاوروں نے آپ کو دیکھا تو'' یـــا عـــزّی یـاعـزّی '' کہتے ہوئے پہاڑوں میں چھپ گئے' وہاں خالدؓ نے ایک ننگی عورت کو دیکھا جو اپنے بال پھیلائے ہوئے سر پر مٹی ڈال رہی تھی' آپ نے تلوار اس کے جسم میں چبھوئی یہاں تک کہ وہ مرگئی' پھر آپ کو اس کی خبر دی' آپ ﷺ نے فرمایا:'' ہاں یہی عزّی تھی''۔ (نسائی: تفسیر ابن کثیر: ۷/ ۴۲۹' ۴۳۰)

۳) منات' یثرب کے اوس وخزرج اور ان کے ہم مشربوں کی دیوی تھی' آپ ﷺ نے حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلبؓ یا حضرت علیؓ کو اسے منہدم کرنے روانہ کیا۔

۴) قبیلہ ثقیف کے لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے گذارش کی کہ ان کے بت لات کو تین سال تک نہ توڑا جائے' آپ ﷺ نے نہیں مانا' پھر انہوں نے ایک سال کی مہلت مانگی' آپ ﷺ نے مہلت دینے سے انکار کردیا' پھر ایک ماہ کی درخواست کی' لیکن آپ نے اسے بھی نہیں مانا' دراصل یہ چاہتے تھے کہ اگر ان کی دیوی کو چھوڑ دیا جائے تو وہ ان کے مال واسباب' عورتوں اور بچوں کو محفوظ رکھے گی اگر اس کو نقصان پہنچایا جائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے سبب انہیں نقصان اُٹھانا پڑے' لیکن آپ ﷺ نے ایک دن کی مہلت دئے بغیر حضرت ابو سفیان اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کو اُسے ڈھانے کے لئے روانہ کیا۔ (سیرت ابن ہشام: ۱/ ۸۵'۸۶)

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 16 12/16/12 5:09 PM

۵) حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ طائف میں اس جگہ مسجد بنانے کا حکم دیا جہاں کہ ان کا بُت ہوا کرتا تھا۔ (ابن ماجہ: کتاب المساجد، حدیث ۷۴۳)

ابن جریرؒ کہتے ہیں کہ: انہوں نے لات کا نام اللہ کے نام سے مشتق کر کے رکھا تھا، اللہ کی تانیث انہوں نے ''لاتّ'' سے بنا ڈالی، اللہ ان کے باطل اقوال سے بہت بلند ہے۔ قتادہ، ابن عباسؓ، مجاھد اور ابن زید کہتے ہیں کہ: لات ستّو گھولا کرتا تھا جب وہ مر گیا، لوگ اس کی قبر پر جھک گئے اور اس کی پرستش شروع کر دی۔ (تفسیر طبری: ۲۷/ ۵۸، ۵۹۔ سیرۃ ابن ہشام: ۷۸/ ۷۹)

امام بخاریؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ''اللاتّ والعزّی'' کی تفسیر روایت کرتے ہیں کہ لات حاجیوں کا ستو گھولا کرتا تھا۔ (بخاری: کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ النجم)

قبر پرستی کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ نے شرک کی طرف لے جانے والا ہر راستے کا سدّ باب کر دیا اور شرکیہ اعمال سے بڑی تاکید کے ساتھ باخبر کیا، انہیں شرکیہ اعمال میں سے ایک قبروں کا مسئلہ بھی ہے، جنکی عبادت سے بچانے، اور اہلِ قبور کے متعلق غلو سے محفوظ رکھنے کے لئے آپ ﷺ نے ضابطے بنائے، ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ آپ ﷺ نے اولیاء اللہ اور صالحین کے متعلق غلو کرنے سے ڈرایا ہے، اس لئے کہ یہ غلو انہیں ان کی عبادت تک پہنچا دے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: '' لوگو! تم دین میں غلو کرنے سے بچو کیونکہ اگلی امتوں کو دین میں غلو نے ہی ہلاک کر دیا تھا۔ (صحیح، نسائی)

نیز فرمایا: '' تم مجھے (میرے مقام و مرتبہ سے) اتنا نہ بڑھاؤ جتنا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسی بن مریم کو بڑھایا، بے شک میں اللہ کا ایک بندہ ہوں، اس لئے تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ قبروں پر تعمیرات سے خبر دار کیا، جیسا کہ حضرت ابو الھیاج الأسدیؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: '' مجھ سے حضرت علیؓ نے کہا: '' کیا میں تمہیں اس مہم پر روانہ کروں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا تھا؟ وہ یہ کہ تم ہر مورت کو مٹا دو اور ہر بلند قبر کو زمین کے برابر کر دو''۔ (مسلم)

۳۔ قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر عمارتیں وغیرہ بنانے سے منع کیا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے، اس پر (مجاور بن کر) بیٹھنے اور اس پر عمارت (درگاہ) بنانے سے روکا ہے۔ (مسلم)

اور جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت ہے: ثمامہ بن شفیؒ کہتے ہیں کہ ''ہم حضرت فضالہ بن عبیدؓ کے ساتھ روم (اٹلی) کے جزیرہ روڈس میں تھے کہ ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا، حضرت فضالہؓ نے تدفین کے بعد اس کی قبر کو برابر کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے۔

۴۔ قبروں کے پاس نماز ادا کرنے سے روکا: جیسا کہ صحیحین میں عائشہؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ''جب رسول اللہ ﷺ پر حالتِ نزع طاری ہوئی تو آپ اپنی چادر مبارک کو بار بار اپنے چہرے سے ہٹاتے اور اسی حالت میں فرماتے جا رہے تھے: ''یہود اور نصاری پر اللہ کی لعنت ہو، جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا لیا'' گویا آپ ﷺ ان کے اس عمل سے امت کو ڈرا رہے تھے، اگر اس کا خدشہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر مبارک کھلی رہنے دی جاتی، لیکن آپ ﷺ نے اس بات کا خدشہ ظاہر فرمایا کہ کہیں لوگ اسے سجدہ گاہ نہ بنا لیں،،۔ (متفق علیہ)

نیز فرمایا: ''خبر دار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو مسجدیں بنا لیتے تھے، خبر دار! قبروں کو مسجد نہ بنانا، میں تمہیں اس سے روکتا ہوں،،۔ (مسلم)

مسجد بنا لینے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں پر نماز پڑھنا شروع کر دیں گے، اگر چہ کہ وہ وہاں پر مسجد نہ بنائیں، کیونکہ ہر وہ جگہ جہاں نماز پڑھنے کا قصد کیا جائے، وہ (وقتی طور پر) مسجد بنالی گئی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جُعِلَتْ لِیَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا ،، (بخاری) ترجمہ: ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاکیزہ بنا دی گئی ہے۔

جب قبر پر مسجد بنا دی جائے تو اس کا حکم اور زیادہ سخت ہے اور قبروں کو مساجد بنا لینے میں کسی قبر پر مسجد کی تعمیر بھی شامل ہے، جیسا کہ آپ علیہ السلام نے نصاری کے متعلق فرمایا: '' جب ان میں کوئی نیک آدمی مرتا تو اسکی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں طرح طرح کی تصویریں لگاتے اور وہ لوگ اللہ کے پاس بدترین مخلوق ہیں''۔ (متفق علیہ)

اور یہی نہی ان قبروں کا قصد کرنے اور انکی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کو بھی شامل ہے، جیسا کہ فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے: ''قبروں پر (مجاور بن کر) نہ بیٹھو اور نہ انکی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔ (مسلم)

جب انکی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ممنوع ہے تو پھر سجدہ بدرجہء اَولیٰ ممنوع ہے، کیونکہ یہ اس کی جانب سجدہ سے زیادہ خاص ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی یہ تمام صحیح احادیث قبروں کو مساجد بنانے سے ڈرانے پر مشتمل ہیں اور بعض یہ بتلا رہی ہیں کہ یہ باتیں آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمائی ہیں اور بعض یہ خبر دے رہی ہیں کہ یہ باتیں آپ ﷺ نے عالمِ نزع میں فرمائیں۔ اور اس کام سے بچنے کی تاکید کئی صیغوں سے آئی ہوئی ہے۔

۱۔ یہود و نصاری پر لعنت کی بددعا

۲۔ ان کے حق میں ہلاکت کی بددعا۔

۳۔ انہیں اللہ کے پاس بدترین مخلوق قرار دے کر۔

۴۔ اور ''لا'' کے صیغے سے، جو نھی کے معنی میں آتا ہے ''ألا فلا تتخذوا القبور مساجد'' خبر دار! قبروں کو مسجد نہ بنانا۔

۵۔ اور نھی کے صیغے سے ''إنّی أنهاکم عن ذلک'' اور میں تمہیں اس سے روکتا ہوں۔ سے بھی آئی ہوئی ہے۔

اکثر مسلمانوں کا عمل

لیکن افسوس کہ امت کے اکثر لوگوں نے ان منہیات کی مخالفت کی ہے، اور ان تمام امور کا ارتکاب کیا جس سے رسول اللہ ﷺ نے ڈرایا ہے، جس کی وجہ سے وہ شرک اکبر میں گرفتار ہو گئے، انہوں نے قبروں پر، مسجدیں، مزارات اور خانقاہیں بنا دیں اور انہیں زیارت گاہیں بنا دیا، جہاں پر شرک اکبر کی تمام اعمال ہونے لگے، جیسے: قربانی، دعا، مناجات اور فریاد طلبی اور نذر و نیاز وغیرہ۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو شخص قبروں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ کے اوامر و نواہی، صحابہ کرامؓ کے تعامل اور قبروں کے ساتھ آج کے مسلمانوں کے عمل کو دیکھے گا تو وہ محسوس کرے گا کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں جو کبھی ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔ آپ ﷺ نے قبروں کی جانب رُخ کر کے نماز پڑھنے سے روکا ہے اور یہ لوگ اسی کی جانب نماز پڑھتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے قبروں کو مسجد بنانے سے روکا ہے اور یہ لوگ اس پر مسجدیں تعمیر کر رہے ہیں اور انہیں اللہ کے گھروں کے مقابلے میں ''مشاہد،، یادگاروں کا نام دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر چراغ روشن کرنے سے روکا ہے اور یہ لوگ اس پر قندیلیں جلانے کے لئے بڑی بڑی جائیدادیں وقف کرتے ہیں، اور قبروں پر میلہ لگانے سے روکا ہے اور یہ لوگ وہاں پر میلے اور عرس اور دیگر عبادتیں کرتے ہیں، اور وہاں پر عید کی

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 17 12/16/12 5:09 PM

طرح کثیر تعداد میں جمع ہوتے ہیں، بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ کا اجتماع ہوتا ہے۔اور دور حاضر کے مسلمان ان دونوں حدیثوں کی انتہائی مخالفت کرتے ہوئے قبروں کو زمین سے اس قدر بلند کرتے ہیں کہ گویا وہ بلند وبالا عمارتیں ہیں اوران پر گنبد تعمیر کرتے ہیں،،۔

پھر فرماتے ہیں:''رسول اللہ ﷺ کی شریعت اور قبروں کے متعلق آپ کے اوامر اور نواہی اور ان لوگوں کی من گھڑت شریعت کو دیکھو کہ ان دونوں کے درمیان کتنا عظیم فرق ہے ؟ اور بلا شبہ ان میں اتنی برائیاں ہیں جنہیں کوئی شمار نہیں کرسکتا،،۔اسی پر ڈاکٹر اقبالؒ نے فرمایا تھا:

ہونگے نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

زیارت قبور کا اصلی مقصد

پھر امام ابن قیمؒ ان مفاسد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''ان میں سے ایک یہ ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کو اسلئے مشروع فرمایا کہ اس سے آخرت کی یاد ہو، اور صاحبِ قبر کے لئے دعا کر کے اس پر احسان کیا جائے، اس کے لئے دعائے رحمت ومغفرت کی جائے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگی جائے، اس طرح قبر کی زیارت کرنے والا اپنے ساتھ بھی احسان (اچھا سلوک) کرتا ہے اور میت کے ساتھ بھی۔لیکن عام مسلمانوں نے معاملے کو الٹ دیا، دین کو سرے سے ہی بدل دیا، اور زیارتِ قبور کا اصلی مقصد شرک کو بنالیا، میت سے اور میت کے وسیلے سے دعائیں مانگنا، اور ان سے اپنی حاجتیں طلب کرنا اور ان کی ذات سے حصولِ برکات اور میت سے اپنے دشمنوں پر فتح مندی کی درخواست اور اس جیسے دیگر کاموں کو زیارتِ قبور کا مقصد بنالیا، اور اس طرح انہوں نے اپنے حق میں بھی بُرا کیا اور میت کے ساتھ بھی اور اگر یہ لوگ یہ تمام شرکیہ اعمال نہ بھی کریں، تب بھی وہ اللہ تعالیٰ کے مشروع کردہ اعمال، جیسے: میت کے حق میں دعا، اس کے لئے طلبِ رحمت ومغفرت کی خیر وبرکت سے تو یہ لوگ محروم ہی ہیں۔(اِغاثۃ اللہفان : 1/214-215-217)

اس سے معلوم ہوا کہ مزاروں کی منتیں ماننا، اور ان پر چڑھاوے پیش کرنا شرکِ اکبر ہے،

اس شرک کا سبب: قبروں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے احکام وعمل کی مخالفت ہے اور یہ اس وقت ہے جب کہ صرف قبریں ہی ہوں اور ان پر عمارتیں، مسجدیں اور گنبد تعمیر نہ کئے گئے ہوں، جب ان قبروں پر گنبد تعمیر کر کے ان کے اطراف مسجدیں اور خانقاہیں بنادی جائیں تو جاہل لوگ یہ سمجھیں گے کہ ان قبروں میں جو مردے دفن ہیں، وہ فائدہ پہنچاسکتے ہیں اور نقصان بھی، اور وہ فریاد کرنے والوں کی فریاد رسی بھی کرتے ہیں، اور ان سے التجا کرنے والوں کے حاجتیں بھی پوری کرتے ہیں، اس لئے وہ ان کی بارگاہ میں نذر ونیاز پیش کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ قبروں کے بجائے بت بن جاتے ہیں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر پوجا جاتا ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی قبر کے متعلق یوں دعا فرمائی:''اے اللہ! میری قبر کو بُت نہ بنانا جس کی لوگ پرستش کریں،،(مالک، احمد)

یہ دعا آپ ﷺ نے اس لئے فرمائی کہ آپ کی قبر مبارک کا بھی وہی حال ہونے والا تھا، جو آج عالم اسلام کی بہت سی قبروں کا ہے، لیکن آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قبرِ مبارک کی حفاظت فرمائی، ورنہ جاہل وبدعتی لوگ مسجد نبوی میں آپ کی قبرِ اطہر کے ساتھ بھی وہی سلوک کرتے جو انہوں نے دیگر مزاروں کے ساتھ کیا، لیکن وہ آپ کی قبرِ مبارک تک پہنچ نہیں سکتے، اسلئے کہ آپکی قبر مبارک آپ ﷺ کے حجرہ مبارکہ میں ہے مسجد میں نہیں، اور کئی دیواروں سے وہ گھیر دی گئی ہے، جیسا کہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنے قصیدہ نونیہ میں فرمایا ہے: **فأجاب ربّ العالمين دعاء ه وأحاطه بثلاثة الجدران**

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرما کر آپ کی قبرِ اطہر کو تین دیواروں سے محصور کر دیا۔

امام ذہبیؒ سیر اعلام النبلاء میں عبداللہ بن لھیعہؒ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ:''گھر میں دفن ہونا رسول اللہ ﷺ کے خصوصیات میں سے ایک ہے۔(۸/۲۷)

بزم ادب

غزل

تربیتی مسدس

قصد تعلیم ہے انسان یہ آباد رہے
اپنے ماحول میں شاداب رہے شاد رہے
یہ خسارہ ہے کہ اخلاق سے آزاد رہے
خواہش نفس کی تکمیل میں برباد رہے
قصد تعلیم ہے اک نیا سا شہری ہونا
آج تعلیم کا معیار ہے دہری ہونا

صلاح الدین مقبول احمد

سراغ دیگا کہیں جا کے ماہ وسال میں تو
کہاں رہیگا مرے کوزۂ خیال میں تو
پرائی دھوپ سے آنگن کی تیرگی اچھی
الجھ رہا ہے یہ کس روشنی کے جال میں تو
تجھے خبر نہیں اڑتی ہے خاک جاں کیسے
گھرا نہیں کسی اندیشۂ زوال میں تو
میں دیکھتا ہوں لکیروں کی سرحدوں میں تجھے
لکھا ہوا ہے مرے دست کمال میں تو
تجھے میں مانگ رہا ہوں یہ کس بہانے سے
چھپا ہوا ہے مری خواہش سوال میں تو
کسی کی آنکھ سے خوابوں کی کرچیاں چن کر
اب ایک عمر سے بیٹھا ہے کس ملال میں تو
کہاں گیا ترے اندر کا خود پرست ظفر
بکھر گیا ہے کسی شخص کے جمال میں تو

(ظفر اقبال ظفر)

غزل

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لبِ خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ
گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما
لے کے آئی ہے مگر تیشۂ فرہاد بھی ساتھ

(علامہ اقبال)

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 18 12/16/12 5:09 PM

ایک پردیسی کی کہانی

ادارہ

پیارے ابوجان اور امی جان

مجھے آج ملک سے باہر پانچ سال ہو گئے اور میں اگلے ماہ اپنے وطن واپسی کا ارادہ کر رہا ہوں، میں نے اپنے ویزا کے لیے جو قرض لیا تھا وہ ادا کر چکا ہوں اور کچھ اخراجات پچھلی چھٹی پر ہو گئے تھے۔ تحفے تحائف لینے میں اور کچھ دیگر اخراجات۔ اب میرے پاس کوئی بڑی رقم موجود نہیں لیکن میری صحت ابھی ٹھیک ہے اور میں خود کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ پاکستان جا کر کوئی بھی اچھی نوکری کر سکوں اور گھر کے اخراجات چلا سکوں۔ یہ جگہ مجھے پسند نہیں ہے میں اپنے گھر رہنا چاہتا ہوں۔ آپ کی کیا رائے ہے اس بارے میں

آپکا پیارا۔ جمال

پیارے بیٹے جمال

تمھارا خط ملا اور ہمیں تمھاری چھٹی کے بارے میں پڑھ کر خوشی ہوئی۔ باقی تمھاری امی کہہ رہی تھی کہ گھر کی حالت بہت خراب ہو رہی ہے اور تم جانتے ہو برسات شروع ہونے والی ہے۔ یہ گھر رہنے کے قابل نہیں ہے۔ گھر چونکہ پرانی اینٹوں اور لکڑیوں سے بنا ہے اس لیے اس کی مرمت پر کافی خرچ آئے گا۔ ہم سوچ رہے ہیں کہ کنکریٹ اور سیمینٹ سے بنا ہوا گھر ہو تو بہت اچھا ہو۔ ایک اچھا اور نیا گھر وقت کی ضرورت ہے۔ تم جانتے ہو یہاں کے کیا حالات ہیں اگر تم یہاں آ کر کام کرو گے تو اپنی محدود سی کمائی سے گھر کیسے بنا پاؤ گے۔ خیر گھر کا ذکر تو ویسے ہی کر دیا آگے جیسے تمھاری مرضی۔

تمھاری پیاری امی اور ابو۔

پیارے ابوجان اور امی جان

میں حساب لگا رہا تھا آج مجھے پردیس میں دس سال ہو چکے ہیں۔ اب میں اکثر تھکا تھکا رہتا ہوں، گھر کی بہت یاد آتی ہے اور اس ریگستان میں کوئی ساتھی نہیں ہے۔ میں سوچ رہا ہوں اگلے ماہ ملازمت چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے گھر آ جاؤں۔ دس سال کے عرصے میں الحمدللہ ہمارا اپنا گھر بن چکا ہے اور جو ہمارے اوپر جو قرضے تھے وہ بھی میں اتار چکا ہوں۔ اب چاہتا ہوں کہ اپنے وطن آ کر رہنے لگ جاؤں۔ اب پہلے والی ہمت تو نہیں رہی لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ کر کے، ٹیکسی چلا کے گھر کا خرچ چلا لوں گا۔ اس ریگستان سے میرا جی بھر گیا ہے۔ اب اپنے بچوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔

آپکا پیارا۔ جمال

پیارے بیٹے جمال

تمھارا خط ملا اور ہم پچھتا رہے ہیں اس وقت کو جب ہم نے تمھیں باہر جانے دیا، تم ہمارے لیے اپنے لڑکپن سے ہی کام کرنے لگ گئے۔ ایک چھوٹی سے بات کہنی تھی بیٹا۔ تمھاری بہنا زینب اب بڑی ہو گئی ہے، اس کی عمر ۲۰ سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اس کی شادی کے لیے کچھ سوچا، کوئی بچت کر رکھی ہے اس لیے کہ نہیں۔ بیٹا ہماری تو اب یہی خواہش ہے کہ زینب کی شادی ہو جائے اور ہم اطمینان سے مر سکیں۔ بیٹا ناراض مت ہونا، ہم تم پر کوئی بوجھ ڈالنا چاہتے۔

تمھاری پیاری امی اور ابو۔

پیارے ابوجان اور امی جان

آج مجھے پردیس میں چودہ سال ہو گئے۔ یہاں کوئی اپنا نہیں ہے۔ دن رات گدھے کی طرح کام کر کے میں بیزار ہو چکا ہوں، کمھار کا گدھا جب دن بھر کام کرتا رہتا ہے تو رات کو گھر لا کر اس کا مالک اس کے آگے پٹھے ڈال دیتا ہے اور اسے پانی بھی پلاتا ہے پر میرے لیے تو وہ بھی کوئی نہیں کرتا، کھانا پینا بھی مجھے خود ہی کرنا پڑتا ہے۔ بس اب میں ویزا ختم کروا کر واپس آنے کا سوچ رہا ہوں۔ پچھلے کچھ سالوں میں اللہ کی مدد سے ہم زندگی کی بیشتر آزمائشوں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ زینب بہنا کی شادی ہو چکی ہے اور اب وہ اپنے گھر میں سکھی ہے۔ اس کے سسرال والوں کو خوش رکھنے کے لیے میں اکثر تحفے تحائف بھی بھیج دیتا ہوں۔ اللہ کے کرم سے آپ لوگوں کو میں نے حج بھی کروا دیا اور کوئی قرضہ بھی باقی نہیں ہے۔ بس کچھ بیمار رہنے لگا ہوں، بی پی بڑھا ہوا ہے اور شوگر بھی ہو گئی ہے لیکن جب گھر آؤں گا، گھر کے پرسکون ماحول میں رہوں گا اور گھر کا کھانا کھاؤں گا تو انشاء اللہ اچھا ہو جاؤں گا اور ویسے بھی اگر یہاں مزید رہا تو میری تنخواہ تو دوائی دارو میں چلی جائے گی وہاں آ کر کسی حکیم سے سستی دوائی لے کر کام چلا لوں گا۔ اب بھی مجھ میں اتنی سکت ہے کہ کوئی ہلکا کام جیسے پرائیویٹ گاڑی چلانا کر لوں گا۔

آپکا پیارا۔ جمال

پیارے بیٹے جمال

بیٹا ہم تمھارا خط پڑھ کر کافی دیر روتے رہے۔ اب تم پردیس مت رہنا لیکن تمھاری بیوی زہرہ نے کچھ کہنا تھا تم سے، اسکی بات بھی سن لو۔

(بیوی) پیارے جانو جمال

میں نے کبھی آپکو کسی کام کے لیے مجبور نہیں کیا اور کسی چیز کے لیے کبھی ضد نہیں کی لیکن اب مجبوری میں کچھ کہنا پڑ رہا ہے مجھے۔ آپکے بھائی جلال کی شادی کے بعد آپ کے والدین تو مکمل طور پر ہمیں بھول چکے ہیں ان کا تمام پیار نئی نویلی دلہن کے لیے ہے، میں نے تو یہ بھی سنا ہے کہ وہ آبائی گھر جلال کو دینے کا سوچ رہے ہیں۔ ذرا سوچیے اگر آپ یہاں آ گئے اور مستقبل میں کبھی اس بات پر جھگڑا ہو گیا تو ہم اپنے چھوٹے چھوٹے بچے لے کر کہاں جائیں گے۔ اپنا گھر ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ آپ کو پتہ ہے سیمنٹ سریہ کی قیمتیں کتنی ہیں؟ مزدوروں کی دیہاڑی آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ یہاں رہ کر ہم کبھی بھی اپنا گھر نہیں بنا سکیں گے۔ لیکن میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی۔ آپ خود سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں۔

آپکی پیاری جان۔ زہرہ

پیاری شریک حیات زہرہ

انیسواں سال چل رہا ہے پردیس میں، اور بیسواں بھی جلد ہی ہو جائے گا۔ اللہ کے فضل سے ہمارا نیا علیحدہ گھر مکمل ہو چکا ہے۔ اور گھر میں آج کے دور کی تمام آسائشیں بھی لگ

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 19 12/16/12 5:09 PM

چکی ہیں۔اب تمام قرضوں کے بوجھ سے کمر سیدھی ہوچکی ہے میری، اب میرے پاس ریٹائرمنٹ فنڈ کے سوا کچھ نہیں بچا، میری نوکری کی مدت بھی اب ختم ہوگئی ہے۔اس ماہ کے اختتام پر کمپنی میرا ریٹائرمنٹ فنڈ جو کہ ۵۲۰۰ ہزار درہم ہے جاری کردے گی۔ اتنے لمبے عرصے اپنے گھر والوں سے دور رہنے کے بعد میں بھول ہی گیا ہوں کہ گھر میں رہنا کیسا ہوتا ہے۔بہت سے عزیز دنیا سے کوچ کر چکے ہیں اور بہت سوں کی شکل تک مجھے بھول گئی۔لیکن میں مطمئن ہوں، اللہ کے کرم ہے کہ میں گھر والوں کو اچھی زندگی مہیا کرسکا اور اپنوں کے کام آسکا۔اب بالوں میں چاندی اتر آئی ہے اور طبیعت بھی کچھ اچھی نہیں رہتی۔ ہر ہفتہ ڈیڑھ بعد ڈاکٹر کے پاس جانا پڑتا ہے۔اب میں واپس آکر اپنوں میں رہوں گا۔اپنی پیاری شریک حیات اور عزیز از جان بچوں کے سامنے۔

تمھارا شریک سفر—جمال

پیارے جانو جمال

آپ کے آنے کا سن کر میں بہت خوش ہوں۔ چاہے پردیس میں کچھ لمبا قیام ہی ہوگیا لیکن یہ اچھی خبر ہے۔ مجھے تو آپکے آنے پر کوئی اعتراض نہیں لیکن بڑا بیٹا احمد ہے نا، وہ ضد کر رہا ہے کہ یونیورسٹی آف لاہور میں ہی داخلہ لے گا۔میرٹ تو اس کا بنا نہیں مگر سیلف فنانس سے داخلہ مل ہی جائے گا۔کہتا ہے کہ جن کے ابو باہر ہوتے ہیں سب یونیورسٹی آف لاہور میں ہی داخلہ لیتے ہیں۔ پہلے سال چار لاکھ فیس ہے اور اگلے تین سال میں ہر سال تین تین لاکھ۔ اور ہم نے پتہ کروایا ہے تو یونیورسٹی والے انسٹالمنٹ میں فیس بھرنے پر راضی ہوگئے ہیں۔اس ماہ کی ۳۰ تک فیس کی پہلی قسط بھرنی پڑے گی،

آپکے جواب کی منتظر، آپکی پیاری جان۔زہرہ

اس نے بیٹے کی پڑھائی کے لیے ساری رقم بھیج دی۔ بیٹی کی شادی کے لیے جہیز اور دیگر اخراجات بھیجے۔مگر اب ستائیس سال ہو چکے تھے۔ وہ خود کو ائرپورٹ کی طرف گھسیٹ رہا تھا۔شوگر، بلڈ پریشر، السر، گردے وکمر کا درد اور جھریوں والا سیاہ چہرا اس کی کمائی تھا۔

اسے اچانک اپنی جیب میں کسی چیز کی موجودگی کا احساس ہوا۔اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو وہ ایک ان کھلا خط تھا۔ یہ وہ پہلا خط تھا جو اس نے اپنی پردیس کی زندگی میں نہیں کھولا۔

روداد چمن

ماہ محرم الحرام کی مناسبت سے ipc کے جہراء برانچ میں

سید احمد محمدی

ایک دینی محفل

ipc کے جہراء شاخ کی حال میں مولانا سید احمد محمدی نے جہراء میں مقیم مسلمانوں اور نومسلموں کی دینی تشنگی کے پیش نظر اور انکی عقدی، سماجی اور تربیتی اصلاح کی خاطر بروز سنیچر موافق یک دسمبر 2012 کو ایک دینی پروگرام کا انعقاد کیا، جس میں جہراء میں مقیم 50 سے زائد افراد شریک ہوئے۔ پروگرام کا آغاز حافظ محمد تصور کی تلاوت سے کیا گیا۔نظامت کا فریضہ سید احمد محمدی نے انجام دیا، جس میں ماہ محرم کے متعلق کچھ اہم باتیں بیان فرمایا تا کہ سامعین ماہ محرم کی مروجہ بدعات وخرافات سے اجتناب کریں اور ثابت اسوۂ رسول ﷺ کو اپنی زندگی میں اپنائیں۔مقرر کی حیثیت سے مولانا فیض اللہ محمدی مدنی مدعو تھے۔جس میں مولانا محترم نے سورہ بقرہ کی ابتدائی چند آیتوں کی تلخیص کے توسط سے انسانی گروہ کو تین گروپ میں تقسیم کیا اور ان میں سے ایک گروپ باسعادت ہے جو آخرت میں کامیاب ہوں گے اور یہی لوگ جنت کے مستحق ہوں گے اور باقی دونوں گروہ بدبخت واہل شقاوت میں سے ہیں جو کفار ومنافقین کی جماعت ہیں اور جہنم کے حقدار ہوں گے۔ اسکے بعد مولانا موصوف نے جنت کی کچھ جھلیاں اور اس میں موجود کچھ آرائش ولذتوں کے بارے میں پرمغز خطاب کیا پھر جہنم کی کچھ ہولناکیاں اور اسکے آلام ومصائب کا تذکرہ کیا۔پھر سوال وجواب کی نشست میں مختصر تسلی بخش جواب دیے گیے۔

عالمی خبریں

خالد اعظمی
khalid.azmi64@gmail.com

قرآن مجید کا قدیم نسخہ دریافت

منامہ ۔یمن کے ایک نوجوان کو قرآن مجید کا سب سے قدیم نسخہ ملک کے جنوبی شہر حل کی پہاڑیوں کے ایک غار سے ملا ہے، جس پر جلد چڑھی ہوئی ہے اور وہ نسخہ محفوظ ہے، غالباً یہ نسخہ ۲۰۰ ہجری (۸۱۵ء) کا ہے۔ کیونکہ اس کے پہلے صفحہ پر اس کا ذکر ہے۔ اس شخص کو قرآن مجید کے اس نسخہ کے ہدیہ کے طور پر دو لاکھ پانچ ہزار اماراتی درہم دینے کی پیشکش کی گئی ہے۔ لیکن اس نے اسے ٹھکرا کر قرآن کے اس نسخہ کو اپنے پاس رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

مسجد کی تعمیر کا نیا انداز

جکارتہ :انڈونیشیائی آرکیٹکچرس کے ایک گروپ نے فن تعمیر کی شاہکار مسجد تعمیر کی ہے جسے اس طرح ڈیزائن کیا گیا ہے کہ اس میں کلمہ طیبہ واضح طور پر لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ حال ہی میں الیر سیاد میں تعمیر کردہ اس مسجد کا رقبہ ۹۷۰ مربع میٹر ہے۔ مسجد کی عمارت کلاسیکی اور جدید فن تعمیر کا ایک نادر نمونہ ہے۔ مسجد کے اندر نماز کے لئے خاص طور پر کشادہ ہالس بنائے گئے ہیں اور مصلیوں کو تمام تر سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔

بوسنیائی شہری کا سفر حج

جدہ ۔ ۴۷ سالہ سناھادزیچ بوسنیائی شہری نے فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے ۶ ہزار کیلومیٹر پیدل چل کر مکہ مکرمہ پہونچا۔ اس نے سفر حج کا آغاز امسال جولائی میں شروع کیا جو اوسطاً یومیہ ۲۰ سے ۳۰ کیلومیٹر کا سفر طے کرتا تھا۔ گھر سے نکلتے وقت' اس کے پاس صرف ۲۰۰ یورو زاد راہ تھا لیکن اسے اپنی ۲۰۰ یورو خرچ کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی تھا کیونکہ راستے میں کچھ مخیّر لوگوں نے اس کا تعاون کیا ، وہ سڑکوں اور مساجد میں قیام کرتا تھا، اس کو کھانا عموماً مسلم بستیاں فراہم کرتی تھی ، بوسنائی شہری کئی مرتبہ حج کا ارادہ کیا لیکن عدم استطاعت ہونے کے باعث ہمیشہ اپنا سفر حج مؤخر کرتا رہا، لیکن اس مرتبہ اس نے یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ وہ پیدل ہی حج پر نکل پڑے گا۔ چنانچہ پیدل ہی حج پر نکل پڑا، سفر کے دوران وہ ۶ ممالک سے گزرا۔ ایک سوال کے جواب میں اس نے بتایا کہ ویران علاقوں سے گزرتے ہوئے وہ کبھی خوف زدہ نہیں ہوا کیونکہ اس سفر میں ہر لمحہ اللہ میرے ساتھ تھا، اگر انسان عزم مصمم کرلے تو ہر مشکل چیز آسان ہوجاتی ہے۔ کسی شاعر نے اس بوسنیائی کے متعلق کہا تھا۔ جو ہو عزم یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں۔ (اسی طرح سے ۲۰۱۰ء میں جنوبی افریقہ سے دو نوجوان سائیکل پر تقریباً گیارہ ہزار کیلومیٹر کا فاصلہ نو ماہ میں طے کرکے حج کے لئے سعودی عرب پہنچے تھے)

اسکارف اوڑھنے والی پہلی یوروپی خاتون میئر

سرائیوو ۔بوسنیا کی ۴۳ سالہ امرا بابک یورپ میں اسکارف پہننے والی پہلی میئر بن گئی ہیں۔ دارالحکومت سرائیوو کے قریبی شہر ویسوکو سے الیکشن لڑنے والی اس خاتون نے ۳۰ فیصد ووٹوں سے کامیاب ہوئیں جو نہ صرف بوسنیا کی پہلی خاتون میئر ہیں بلکہ یورپ کی واحد خاتون میئر بھی ہیں جو اپنا سر ڈھانپتی ہیں۔ اس خاتون کا کہنا ہے کہ انہیں اسکارف کے استعمال سے کبھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی جبکہ وہ کبھی بھی مذہب کو سیاست اور سیاست کو مذہب کے لئے استعمال نہیں کریں گی۔ مسلم ممالک کے خواتین کے لئے عبرت کا مقام ہے کہ وہ یورپ سے مرعوب ہوکر اپنا جسم ننگا کرلیتی ہیں اور مذہب اسلام کو دور پھینک دیتی ہیں۔

قرآن مجید کی چھ ہزار آیات میں سے بارہ سو میں سائنسی معلومات

نیویارک ۔ہندوستانی سپریم کورٹ کے وکیل وصی احمد نعمانی قرآن ، سائنس ، اور کائنات کے موضوع پر گزشتہ دس برسوں سے مطالعہ وتحقیق کے کام میں مصروف ہیں۔ انہوں نے امریکا کے مختلف شہروں میں لکچرس کے دوران کہا کہ قرآن پاک کی چھ ہزار آیات میں سے ایک ہزار سے بارہ سو ایسی آیات ہیں جن میں سائنس سے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اس میں سے کچھ آیات قرآن میں دیئے گئے حقائق کی تصدیق بھی ہوچکی ہے جبکہ بہت سی آیات کے حقائق کی سائنسی تحقیق کے ذریعہ تصدیق کیا جانا باقی ہے۔ سائنس چاہے اس کی تصدیق کرے یا نہ کرے لیکن قرآن میں ہر مسائل کا حل موجود ہے۔

افغانستان میں سعودی منصوبہ

کابل ۔ سعودی عرب، افغانستان میں ایک اسلامک سنٹر تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا ہے جو ایک یونیورسٹی اور ایک مسجد کے ساتھ جامع نوعیت کا ہوگا۔ ۱۰۰ ملین امریکی ڈالر کی لاگت سے یہ سنٹر وسطی کابل میں پہاڑی چوٹی پر بنے گا جس میں پانچ ہزار طلبہ کے لئے گنجائش ہوگی اور مسجد میں بہ یک وقت پندرہ ہزار مصلیوں کی لئے گنجائش ہوگی۔ اسے سعودی شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز سے موسوم کیا جائے گا۔ یہ تعمیراتی کام آئندہ سال شروع ہوگا۔ اس پروجیکٹ کے تحت تعمیر ہونے والی مسجد اسلام آباد کی فیصل مسجد سے مشابہ ہوگی جسے سعودی عرب نے ۱۹۸۰ء میں تعمیر کیا تھا۔

ہائٹی میں مشرف بہ اسلام ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ

ہائٹی ۔ ہائٹی ایک ایسا ملک ہے جہاں میں عیسائیت کے پیروکار سب سے زیادہ ہیں لیکن ۲۰۱۰ء میں آئے زلزلہ کے بعد اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ ایک اسکول ٹیچر ڈیرلین ڈروز یئر دو بچوں کی ماں ہے، زلزلہ میں اپنا گھر تباہ ہونے اور ایک ماہ بعد اپنے شوہر کی موت کے بعد انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ مسلمانوں کی طرف سے کئے گئے امدادی کاموں نے لوگوں کو بے حد متاثر کیا ہے۔ اس عورت نے کہا کہ زلزلہ کے بعد ہر جگہ سے مسلمان یہاں پہونچے جن میں برطانیا، امریکہ، فرانس اور بلجیئم جیسے ممالک شامل ہیں، تاکہ آفت زدہ لوگوں کی مدد کی جاسکے۔ انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ زلزلہ کے بعد ہم نے ہائیتی کے بہت سے افراد کو اسلام قبول کرتے دیکھا، زلزلہ کے بعد مسلمانوں نے ہائتی کے لوگوں کی زندگیوں میں نئی سمت کے تعین میں مدد دی۔

47 DECEMBER 2012 Folder.indd 21 12/16/12 5:09 PM

زندگی کا ہر بحران امکانی طور پر انسانی شخصیت
کے مثبت پہلو کو متحرک کرنے کا سبب بنتا ہے۔

آدمی کو چاہیے کہ وہ ہر رکاوٹ کو اپنے لیے ترقی کا زینہ سمجھے، وہ مسئلہ کو ایک چیلنج سمجھے، نہ کہ صرف ایک مسئلہ..... مسئلے کو صرف ایک مسئلہ سمجھنا آدمی کو مایوسی کی طرف لے جاتا ہے اور مسئلے کو چیلنج سمجھنا آدمی کے لیے نیا دروازہ کھولنے کا سبب بنتا ہے۔

ماہنامہ ''مصباح''، خلیجی ممالک میں اپنی نوعیت کا ایک کثیر الاشاعت اردو مجلّہ ہے۔
اس میں اشتہار دے کر آپ اپنی تجارت کو فروغ دیجیے!

ہماری شرط

اشتہار غیر شرعی، غیر مہذب اور بے حیائی پر مبنی نہ ہو

	Description	Advertisement Rate	30% Discount for One year	20% Discount for one Month
1	Inside Page of Front Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
2	Inside Page of Back Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
3	Single Page Inside	KWD 100	KWD 70	KWD 80
4	Two middle pages	KWD 200	KWD 140	KWD 160
5	Back Cover Page	KWD 200	KWD 140	KWD 160

Half Page : Half of the above mentioned rates ❖ Quarter Page : Quarter of the above mentioned rates

Contact:

Email:safatalam12@yahoo.co.in, Tel.No. 22444117 ext.104, 97257389